ہفت روزہ
خدام الدین لاہور
زیر سرپرستی
شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی مدظلہ
شیرانوالہ دروازہ لاہور
Siraj-ul-Haq Siddiqi
۱۸ دسمبر ۱۹۵۹ء
ہدیہ چار آنے
یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین ○ لاہور

جامعہ اسلامیہ پاکستان اکوڑہ خٹک۔ ضلع پشاور

بر صغیر کے مشہور عالم دین اور تحریک آزادی ہند کا بہادر سپاہی سحبان الہند مولانا احمد سعید صاحب دہلوی کی وفات حسرت آیات کی خبر سے پاکستان کی ممتاز دینی درسگاہ جامعہ اسلامیہ اکوڑہ خٹک میں رنج والم کا اظہار کیا گیا۔ درس قرآن کے بعد شیخ الجامعہ حضرت بادشاہ گل صاحب بخاری نے مرحوم کے حق میں دعائے مغفرت کرتے ہوئے فرمایا کہ مولانا احمد سعید صاحب کی ذات گرامی کے ساتھ مسلمانان ہند کی سیاسی مذہبی اور تاریخی روایات وابستہ تھیں۔ تحریک آزادیٔ ہند میں علماء ہند نے جو بے مثال قربانیاں دی ہیں مرحوم کا اس میں بہت بڑا حصہ ہے۔ جمعیۃ العلماء ہند کی سیاسی جد و جہد میں ناظم اعلےٰ اور صدر کی حیثیت سے مولانا صاحب نے جو کردار ادا کیا ہے وہ ہمارے لئے باعث فخر اور قابل تشکر ہے۔ حضرت بادشاہ گل صاحب نے فرمایا کہ آزادیٔ وطن کے لئے سیاسی جد جہد کے ساتھ ساتھ مذہبی اور علمی خدمات میں بھی مرحوم پیش پیش رہے ہیں۔ درس و تدریس کے علاوہ آپکی علمی تصانیف آج ہمارے لئے بہترین سرمایہ ہیں۔ مسلمانوں کی بیداری میں مرحوم کی پُر جوش خطابت اور عالمانہ تقاریر نے بانگ جرس کا کام دیا ہے۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ مرحوم کو دینی، ملّی اور قومی خدمات کا بہترین ثمرہ عطا فرمائے۔ اور آخری زندگی میں اللہ تعالےٰ مرحوم کو بہترین درجات عطا فرما کر اپنے جوار رحمت میں جگہ دے۔

"ناظم نشریات جامعہ اسلامیہ اکوڑہ خٹک"

۷۸۶

انما اشکو بثی و حزنی الی اللہ

تعزیت نامہ

بخدمت مولانا حفظ الرحمٰن صاحب ناظم اعلےٰ جمعیۃ علماء ہند دہلی

مخدوم و محترم حضرت مولانا حفظ الرحمٰن صاحب دامت برکاتکم

از احقر الانام احمد علی عفی عنہ۔ مقیم دروازہ شیرانوالہ لاہور۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ۔ ۵ر دسمبر سنہ ۱۹۵۹ء کے دن لاہور کے اخبارات میں یہ اندوہناک۔ پریشان کن اور اضطراب پیدا کرنے والی خبر پڑھی "کہ حضرت مولانا و مخدومنا احمد سعید صاحب صدر جمعیۃ علماء ہند دار الفناء سے دار البقاء کی طرف رحلت فرما گئے ہیں" یہ خبر وحشت اثر پڑھ کر دل کو اتنا شدید صدمہ ہوا کہ نوکِ قلم صفحۂ قرطاس پر اس کا نقشہ کھینچنے سے عاجز ہے میرے دل کے محبوب دہلی میں دو ہی بزرگ تھے۔ جن کی یاد ہی سے دل کو سرور اور فرحت حاصل ہوتی تھی۔ اوّل۔ ہندوستان بھر کے حق پرست علماء کرام کے صدر اعظم حضرت مولانا و مقتدانا مفتی کفایت اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔ دوم اس محبوب و مقدس صدر اعظم کے دست راست حضرت مولانا و مخدومنا احمد سعید صاحب رحمۃ اللہ علیہ تھے صدر اعظم مرحوم و مغفور کو اللہ تعالےٰ نے کچھ عرصہ پہلے ہم لوگوں سے جدا کر کے انکی روح مبارک کو علیّین میں پہنچا دیا اور جسد اطہر روضۃ من ریاض الجنۃ قبر میں سلا دیا۔ اب حق پرست علماء کرام کے دوسرے محبوب راہنما حضرت مولانا و مخدومنا احمد سعید صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنے محب و مخلص قدردانوں کو داغ مفارقت دے کر اس دار الفناء سے دار البقاء کو رحلت فرما گئے۔ حضرت ممدوح کی صلاحیت اور تقوےٰ کی بنا پر میرا عقیدہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انکی روح مبارک کو علیّین میں جگہ دی ہوگی اور وجود عنصری کو روضۃ من ریاض الجنۃ (قبر) میں آرام کرنے کے لئے رکھوا دیا ہے۔

اللہ تعالےٰ جو چاہے سو کرتا ہے

اس نے اپنی بے نیازی دکھائی کہ میں جو چاہوں کر سکتا ہوں۔ میں نے جتنی میعاد دنیا میں رہنے کیلئے کسی کی تجویز کر دی ہے۔ وہ اتنی ہی دیر تک یہاں رہ سکتا ہے۔ خواہ اسکے چاہنے والوں کا دل چاہے کہ سدا ہی زندہ رہیں مگر امر الٰہی غالب آتا ہے۔ اللہ تعالےٰ مخلص محبوں سے ان کا محبوب دنیا سے اٹھا کر عالم ملکوت میں لے جاتا ہے اور انکے مخلص آنسو بہاتے ہوئے رہ جاتے ہیں اور انکی نظروں کے سامنے روضۃ من ریاض الجنۃ (قبر) میں سلا دیتا ہے۔ چنانچہ ہمارے محبوب رہنما حضرت مولانا و مخدومنا احمد سعید صاحب رحمۃ اللہ علیہ پر اسی قانون الٰہی کا نفاذ ہوا۔ اور مولانا ممدوح کے مخلص حضرات آنسو بہاتے ہوئے رہ گئے۔ انما اشکو بثی و حزنی الی اللہ

دُعا

اللھم اغفر لمخدومنا و مولانا احمد سعید مغفرۃ تامۃ تامۃ کاملۃ وانزل علیہ رحمتک رحمۃ واسعۃ واسعۃ آمین یا مجیب الدعوات ویا الہ العالمین

استدعا

حضرت مولانا حفظ الرحمٰن صاحب کی خدمت میں درخواست کرتا ہوں کہ میری طرف سے پیغام تعزیت حضرت مرحوم و مغفور کے تمام اعزہ کرام کی خدمت میں بھی عرض کر دیں۔

آہ مولانا احمد سعید صاحب رحمۃ اللہ علیہ

آج مورخہ ۶ر دسمبر ۱۹۵۹ء بروز اتوار بعد نماز فجر مدرسہ خیر المدارس ملتان میں سینکڑوں طلباء اساتذہ صاحبان اور دیگر شہری حضرات نے تلاوتِ قرآن مجید کی۔ بعد ازاں جناب نائب مہتمم مدرسہ خیر المدارس نے حضرت والا مولینا احمد سعید صاحب رح کی روح مبارک کو ایصال ثواب کر دیا۔

جناب نائب مہتمم صاحب نے فرمایا۔ یہ سلسلہ یوں ہی چلتا رہتا ہے دم مارنے کی جگہ نہیں ہے۔ البتہ ایسے جاں گداز حادثات ہمارے لئے زیادہ دکھ اور غم کا موجب ہیں۔ ابھی جناب مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی رح کا زخم ہمارے سینوں پر ہرا ہی تھا۔ اور ابھی بھرا ہی نہ تھا کہ اس پر ایک اور زخم کا اضافہ ہو گیا حضرت مولانا احمد سعید جیسی شخصیت کا آج کی دنیا سے بالخصوص موجودہ حالات میں چل بسنا دنیائے اسلام کیلئے یقیناً بڑے صدمہ اور نقصان کا موجب ہے۔ اللہ ہم مسلمانوں پر اپنا فضل و کرم کرے دنیا جانتی ہے کہ بفضل خدا سب کچھ فیض دار العلوم دیو بند کا ہے جو ایسی ایسی شخصیتیں بفضل خدا ہم جیسے نا اہل مسلمانوں کو عنایت کرتا رہتا ہے۔ اللہ تعالےٰ اپنے فضل و کرم سے اس دار العلوم دیو بند کو باقی رہتی دنیا تک قائم و دائم رکھے اور موجودہ حالت سے بھی زیادہ پھلتا پھولتا رکھے۔ آخر میں دعا فرمائی کہ حضرت مولانا احمد سعیدؒ کی قبر مبارک کو اللہ تعالیٰ نور سے بھر دے۔ آمین

منجانب:۔ امیر علی خیر المدارس ملتان"

ہفت روزہ خدام الدین لاہور

جلد ۵ | جمعۃ المبارک مورخہ ۱۷ جمادی الاخری سنہ ۱۳۷۹ھ مطابق ۱۸ دسمبر ۱۹۵۹ء | شمارہ ۳۲

گراں فروشی کا مرض

خدا پرست اور دیانتدار کا ہر معاملہ میں زاویہ نگاہ مختلف ہوتا ہے خدا پرست قدم قدم پر یہ سوچتا ہے۔ کہ میرے اس فعل سے اللہ تعالٰے ناراض تو نہیں ہو جائیں گے۔ اگر کسی کام میں اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا ڈر ہو تو وہ اس کام کو ہرگز نہیں کرے گا۔ اس کے مقابلہ میں ایک دنیادار ہر کام میں صرف اپنے مفاد کو پیش نظر رکھتا ہے۔ اسے اللہ تعالیٰ کی رضامندی یا ناراضگی کی مطلق پرواہ نہیں ہوتی۔

مثلاً ذریعہ معاش۔ ایک خدا پرست ہر اس ذریعہ سے روزی کمانے سے پرہیز کرے گا۔ جس میں اللہ تعالٰے کی ناراضگی کا شائبہ بھی پایا جائے وہ چوری۔ ڈاکہ غصب۔ رشوت وغیرہ سے دولت کمانے کی ہرگز کوشش نہ کرے گا۔ علامہ اقبال مرحوم کی زبان میں اس کے جذبات یوں بیان کئے جا سکتے ہیں ؎

اے طائرِ لاہوتی اس رزق سے موت اچھی
جس رزق سے آتی ہو پرواز میں کوتاہی

ایک دنیادار دولت کمانے میں جائز اور ناجائز سب ذرائع استعمال کرے گا۔

اسی طرح انفرادی اور جماعتی امراض کے اسباب کی تلاش میں دونوں کا راستہ جداگانہ ہوگا۔ مثلاً گراں فروشی ایک قومی مرض ہے۔ اس کا سبب ایک دنیادار کی نظر میں طلب و رسد میں عدم توازن ہے۔ لیکن ایک خدا پرست کی نظر میں اس کا سبب حکام و عوام کی شامت اعمال ہے۔ اس کا علاج وہ قرآن مجید کی اس آیت سے تجویز کرکے اپنی قوم کو توبہ و استغفار کی دعوت دیگا

وَيٰقَوْمِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ يُرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا وَّيَزِدْكُمْ قُوَّةً اِلٰى قُوَّتِكُمْ وَلَا تَتَوَلَّوْا مُجْرِمِيْنَ ۝

(سورہ ہود ع ۵۔ پ ۱۲)۔ (ترجمہ۔ اور اے (میری) قوم اپنے رب سے معافی مانگو پھر اس کی طرف رجوع کرو۔ وہ تم پر خوب بارشیں برسائے گا۔ اور تمہاری قوت کو اور بڑھائے گا۔ اور تم نافرمان ہو کر نہ پھر جاؤ)

بحیثیت مسلمان کے ہمارا بھی یہ ایمان ہے۔ کہ ہمارے ملک میں روز افزوں گرانی ہماری اپنی شامت اعمال کا نتیجہ ہے۔ ملک میں مارشل لا کے نفاذ کے بعد حکومت نے اشیائے ضروریہ کی قیمتیں کم کرنیکی کوشش کی لیکن اس کا اثر الٹا ہوا اور گرانی پہلے سے زیادہ ہو گئی۔ حال ہی میں لاہور کے ایڈیشنل ڈپٹی کمشنر نے بعض اشیاء کی قیمتیں مقرر کر دیں۔ دو تین روز تک وہ قیمتیں بھی رائج رہیں۔ لیکن اس کے بعد پھر پرانی سطح پر آ گئیں۔ اس سے زیادہ حکومت اور کیا کر سکتی ہے۔ لیکن ہماری شامتِ اعمال کے باعث مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی۔ کا معاملہ بن رہا ہے۔ اگر عوام اور حکام اپنا تعلق باللہ درست کر لیں تو ہمیں یقین ہے کہ گرانی یک قلم ختم ہو جائے گی۔ حکومت کو خاندانی منصوبہ بندی کی ضرورت ہی نہ رہے گی۔ زمین کی پیداوار میں اللہ تعالٰے اضافہ فرما دیں گے۔ اور آسمان سے وہ اپنی رحمتیں برسائیں گے۔ و ما علینا الا البلاغ

ووٹروں سے

آپ کا ووٹ قوم کی امانت ہے

اس لئے اپنا ووٹ صرف اس اُمیدوار کو دیں جس کے دل میں خوف خدا ہو اور آپ کو اسکی دیانت اور امانت پر پورا اعتماد ہو۔ ملک و قوم کے بدخواہ کو ووٹ دے کر اپنے پاؤں پر آپ کلہاڑا نہ چلائیں

وفات حسرت آیات

حضرت مولانا احمد سعید صاحب رح ۵ دسمبر ۱۹۵۹ء کو دار الفناء سے دار البقاء کی طرف کوچ فرما گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ ہند و پاکستان کے علماء کرام کی صف میں مولانا مرحوم کو اللہ تعالٰے نے ایک ممتاز مقام عطا کر رکھا تھا۔ وہ پہلے جمعیۃ علماء ہند کے ناظم اور پھر صدر رہے ہیں۔ تحریک آزادی میں آپ ہمیشہ پیش پیش رہے۔ آپ نے قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں۔ لیکن اس وقت تک چین سے نہ بیٹھے۔ جب تک کہ ملک کو انگریز سے آزاد نہیں کرا لیا۔ ان کی وفات سے مذہبی حلقوں میں جو خلا پیدا ہو گیا ہے۔ اس کے پُر ہونے کی بظاہر کوئی امید نظر نہیں آتی۔ اللہ تعالٰے آپ کو اپنے جوارِ رحمت میں جگہ عطا فرمائے اور آپ کے پسماندگان کو صبر کی توفیق مرحمت فرمائے۔ آمین یا الہ العالمین۔

۱۱ دسمبر ۱۹۵۹ء کو مسجد لائن سبحان خاں اندرون شیرانوالہ دروازہ لاہور میں نماز جمعہ کے بعد آپ کے لئے دعائے مغفرت کی گئی۔ قارئین کرام سے بھی درخواست ہے کہ وہ مرحوم کے لئے دعائے مغفرت کریں۔ وہ اللہ تعالٰے کے نیک بندے تھے۔ ان کو ہماری دعاؤں کی ضرورت نہیں۔ ہمیں ان سے اپنی عقیدت کا اظہار کرنیکی ضرورت ہے تاکہ اللہ تعالٰے قیامت کے دن ہمیں انکے متوسلین میں جگہ عنایت فرما دیں۔

وی پی کی ترسیل

بعض اوقات وی پی کسی نہ کسی کی لاپرواہی سے واپس آجاتا ہے۔ اس سے ادارہ کو کافی نقصان ہوتا ہے اس لئے آیندہ وی پی ارسال نہیں کئے جائینگے اگر آپ اس جریدہ کی سرپرستی قبول کرنیکے خواہاں ہیں تو چندہ بذریعہ منی آرڈر ارسال کر دیں اس میں آپ کو بھی ساتھ آنے کی بچت ہوگی۔ "مدیر"

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

عَنْ اَبِیْ ذَرٍّؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تَحْقِرَنَّ مِنَ الْمَعْرُوْفِ شَیْئًا وَّلَوْ اَنْ تَلْقٰی اَخَاکَ بِوَجْہٍ طَلِیْقٍ (رواہ مسلم)

ترجمہ۔ ابی ذرؓ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ نیکی کا کوئی کام بھی حقیر نہ سمجھ۔ اگرچہ خندہ پیشانی سے اپنے بھائی کی ملاقات ہو۔

تشریح۔ طیبی (شارح مشکوٰۃ) نے کہا ہے۔ معروف ہر نیک کام کو کہتے ہیں۔ خواہ اللہ تعالٰے کی اطاعت ہو یا لوگوں سے نیکی کرنا ہو۔ بال بچوں پر خرچ کرنا اور ان کے ساتھ اچھا سلوک کرنا بھی معروف ہے۔ علیٰ ہذا القیاس لوگوں کے ساتھ خندہ پیشانی سے ملنا بھی معروف ہے۔ (مرقاۃ)

عَنْ سَھْلِ بْنِ سَعْدٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی الْجَنَّۃِ ثَمَانِیَۃُ اَبْوَابٍ مِّنْھَا بَابٌ یُّسَمَّی الرَّیَّانَ لَا یَدْخُلُہٗ اِلَّا الصَّآئِمُوْنَ (متفق علیہ)

ترجمہ۔ سہل بن سعدؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بہشت کے آٹھ دروازے ہیں۔ ان میں سے ایک کا نام ریان ہے۔ اس سے فقط روزہ دار داخل ہوں گے۔

تشریح۔ قانون شریعت سے معلوم ہوتا ہے کہ جس طرح نیک اور بد اعمال کی قسمیں مختلف ہیں۔ اسی طرح ان کی جزا اور سزا کی بھی مختلف قسمیں ہیں اسی بنا پر روزہ داروں کے داخلہ کے لئے جنت میں ایک دروازہ ہی الگ ہے۔ جس کا نام ریان ہے۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ لَّمْ یَدَعْ قَوْلَ الزُّوْرِ وَالْعَمَلَ بِہٖ فَلَیْسَ لِلّٰہِ حَاجَۃٌ فِیْ اَنْ یَّدَعَ طَعَامَہٗ وَشَرَابَہٗ (رواہ البخاری)

ترجمہ۔ ابی ہریرہؓ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس نے جھوٹ بولنا اور جھوٹ پر عمل کرنا نہ چھوڑا تو اللہ کے ہاں اس کے بھوکے اور پیاسے رہنے کی کوئی قدر نہیں۔

تشریح۔ کیونکہ روزہ تو اصلاح اخلاق کے لئے رکھایا جاتا ہے۔ جو شخص اس مقصد کو پورا کرنے کی طرف توجہ نہیں کرتا۔ اس کے بھوکے اور پیاسے رہنے سے کیا فائدہ۔

عَنْ عَائِشَۃَؓ قَالَتْ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلَ الْعَشْرُ شَدَّ مِیْزَرَہٗ وَاَحْیٰی لَیْلَہٗ وَاَیْقَظَ اَھْلَہٗ (متفق علیہ)

ترجمہ۔ عائشہؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا۔ جب رمضان شریف کا آخری عشرہ داخل ہوتا۔ آپؐ اپنے تہبند کو مضبوط باندھتے اور رات کو زندہ کرتے اور اپنے گھر والوں کو جگاتے۔

تشریح۔ ازار کا مضبوط باندھنا کنایہ ہے کہ عبادت میں بے حد کوشش فرماتے تھے۔ اور رات کو زندہ رکھنے سے مراد یہ ہے کہ جاگتے اور نماز اور ذکر الٰہی میں شاغل رہتے۔

عَنْ عُثْمَانَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَیْرُکُمْ مَّنْ تَعَلَّمَ الْقُرْاٰنَ وَعَلَّمَہٗ (رواہ البخاری)

ترجمہ۔ حضرت عثمانؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تم میں سے بھلا آدمی وہ ہے۔ جس نے قرآن سیکھا اور اسے سکھایا۔

تشریح۔ شاہنشاہ حقیقی عزاسمہٗ و جل مجدہٗ کی بارگاہ میں اس شخص سے بڑھ کر کون عزت پا سکتا ہے جو اسکے نازل کردہ قانون (قرآن حکیم) کو سیکھے اور لوگوں کو سکھائے۔ کیونکہ بادشاہ کی وفاداری اور بغاوت کا دارو مدار اس کے قانون کی قدر شناسی پر موقوف ہے۔

عَنْ اَبِیْ مُوْسٰیؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَثَلُ الَّذِیْ یَذْکُرُ رَبَّہٗ وَالَّذِیْ لَا یَذْکُرُ مَثَلُ الْحَیِّ وَالْمَیِّتِ (متفق علیہ)

ترجمہ۔ ابو موسیٰؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اس شخص کی مثال جو اپنے رب کو یاد کرتا ہے اور جو نہیں کرتا۔ زندہ اور مردہ کی سی ہے۔

تشریح۔ جس طرح زندہ انسان اپنے ظاہر کو سنوارتا ہے اور ہر ایک تصرف کر سکتا ہے اور مردہ کا ظاہر بےحس اور باطن میں سکوت و خاموشی اس پر طاری ہے اسی طرح ذاکر کا ظاہر نور اطاعت و فرمانبرداری سے آراستہ ہے اور اس کا باطن نور معرفت سے روشن ہے اور غافل ظاہری اطاعت سے بےکار اور باطن میں اندھا ہے۔

عَنْ عَائِشَۃَؓ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْعَبْدَ اِذَا اعْتَرَفَ ثُمَّ تَابَ تَابَ اللّٰہُ عَلَیْہِ (متفق علیہ)

ترجمہ۔ عائشہؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بندہ جب گناہ کا اقرار کرتا ہے۔ پھر توبہ کرتا ہے۔ اللہ تعالٰے اس کی توبہ قبول کرتا ہے۔

تشریح۔ توبہ کی قبولیت کیلئے تین شرطیں ہیں۔ گزشتہ گناہ پر نادم (یعنی شرمندہ) ہو اور آئندہ گناہ نہ کرنے کا پختہ ارادہ کرے اور اب گناہ کرنے سے باز آ جائے۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَاْتِیْ عَلَی النَّاسِ زَمَانٌ لَّا یُبَالِی الْمَرْءُ مَآ اَخَذَ مِنْہُ اَمِنَ الْحَلَالِ اَمْ مِنَ الْحَرَامِ (رواہ البخاری)

ترجمہ۔ ابو ہریرہؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ لوگوں پر ایسا زمانہ آئیگا کہ آدمی اس بات کی پرواہ نہیں کریگا کہ جو کچھ اس نے لیا ہے وہ حلال سے ہے۔ یا حرام سے۔

تشریح۔ جب رزق میں حلال اور حرام کی پرواہ نہیں رہے گی۔ تو عبادت کی توفیق کیسے ہوگی۔ اور کر بھی لی تو قبولیت کیسے ہوگی۔

خطبہ یوم الجمعۃ مورخہ ۱۰ جمادی الاخریٰ ۱۳۷۹ھ مطابق ۱۱ دسمبر ۱۹۵۹ء عیسوی

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب دروازہ شیرانوالہ لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۝ الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ ۔ اما بعد

قیامت کے دن کے نظاروں کے کئی نقشے

ہر مسلمان مرد ہو یا عورت کو مشورہ دیتا ہوں کہ قرآن مجید سے پیش کردہ نقشوں میں غور کر کے دیکھے کہ میرا شمار بہشتیوں میں ہے یا دوزخیوں میں

نمبر ۱ بہشتیوں کے اوصاف

(وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا وَّاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا ۝ وَالَّذِيْنَ يَبِيْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّقِيَامًا ۝ وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ ۖ اِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا ۝ اِنَّهَا سَآءَتْ مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامًا ۝ وَالَّذِيْنَ اِذَآ اَنْفَقُوْا لَمْ يُسْرِفُوْا وَلَمْ يَقْتُرُوْا وَكَانَ بَيْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا ۝ وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُوْنَ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ اَثَامًا ۝ يُّضٰعَفْ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَيَخْلُدْ فِيْهٖ مُهَانًا ۝ ۖ اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝ وَمَنْ تَابَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاِنَّهٗ يَتُوْبُ اِلَى اللّٰهِ مَتَابًا ۝ وَالَّذِيْنَ لَا يَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ ۙ وَاِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا ۝ وَالَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ لَمْ يَخِرُّوْا عَلَيْهَا صُمًّا وَّعُمْيَانًا ۝ وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا ۝ اُولٰٓئِكَ يُجْزَوْنَ الْغُرْفَةَ بِمَا صَبَرُوْا وَيُلَقَّوْنَ فِيْهَا تَحِيَّةً وَّسَلٰمًا ۝ ۙ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ حَسُنَتْ مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامًا ۝) سورۃ الفرقان ع ۶ پ ۱۹ ۔

ترجمہ ۔ اور رحمٰن کے بندے وہ ہیں جو زمین پر دبے پاؤں چلتے ہیں اور جب ان سے بے سمجھ لوگ بات کریں تو کہتے ہیں ۔ سلام ہے ۔ اور وہ لوگ جو اپنے رب کے سامنے سجدہ میں اور کھڑے ہو کر رات گزارتے ہیں اور وہ لوگ جو کہتے ہیں اے ہمارے رب ہم سے دوزخ کا عذاب دُور کر دے ۔ بے شک اس کا عذاب پوری تباہی ہے ۔ بے شک وہ برا ٹھکانہ اور بُری قیامگاہ ہے ۔ اور وہ لوگ جب خرچ کرتے ہیں تو فضول خرچی نہیں کرتے اور نہ تنگی کرتے ہیں اور ان کا خرچ ان دونوں کے درمیان اعتدال پر ہوتا ہے اور وہ جو اللہ کے سوا کسی اور معبود کو نہیں پکارتے اور اس شخص کو ناحق قتل نہیں کرتے ۔ جسے اللہ نے حرام کر دیا ہے اور زنا نہیں کرتے اور جس شخص نے یہ کیا ۔ وہ گناہ میں جا پڑا ۔ قیامت کے دن اسے دُگنا عذاب ہوگا ۔ اور اس میں ذلیل ہو کر پڑا رہے گا ۔ مگر جس نے توبہ کی اور ایمان لایا اور نیک کام کئے ۔ سو انہیں اللہ برائیوں کی جگہ بھلائیاں بدل دیگا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے اور جس نے توبہ کی اور نیک کام کئے تو وہ اللہ کی طرف رجوع کرتا ہے اور جو بیہودہ باتوں میں شامل نہیں ہوتے ۔ اور جب بیہودہ باتوں کے پاس سے گذریں تو شریفانہ طور پر گزرتے ہیں ۔ اور وہ لوگ جب انہیں ان کے رب کی آیتوں سے سمجھایا جاتا ہے تو ان پر بہرے اندھے ہو کر نہیں گرتے ۔ اور وہ جو کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب ہمیں ہماری بیویوں اور اولاد کی طرف سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما اور ہمیں پرہیزگاروں کا پیشوا بنا دے یہی لوگ ہیں جنہیں ان کے صبر کے بدلہ میں جنت کے بالا خانے دیئے جائیں گے ۔ اور ان کا وہاں دعا اور سلام سے استقبال کیا جائے گا ۔ اس میں ہمیشہ رہنے والے ہوں گے ۔ ٹھیرنے اور رہنے کی خوب جگہ ہے ۔

بارہ صفتیں

مذکورۃ الصدر آیات میں بہشتیوں کی بارہ صفتیں بیان کی گئی ہیں ۔ ان کے متعلق کچھ تفصیل پیش کی جاتی ہے جو شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ کے حواشی سے اخذ کی گئی ہے ۔ پہلی جو زمین پر دبے پاؤں چلتے ہیں ۔ یعنی ان کی چال ڈھال سے تواضع ۔ متانت ۔ خاکساری اور بے تکلفی ٹپکتی ہے ۔ متکبروں کی طرح زمین پر اکڑ کر نہیں چلتے ۔ یہ مطلب نہیں کہ ریا و تصنع سے بیماروں کی طرح قدم اٹھاتے ہیں ۔ دوسری اور جب ان سے بے سمجھ لوگ بات کریں تو کہتے ہیں ۔ سلام ہے ۔ یعنی کم عقل اور بے ادب لوگوں کی بات کا جواب عفو و صفح (یعنی درگذر کرنے) سے دیتے ہیں ۔ تیسری اور وہ لوگ جو اپنے رب کے سامنے سجدہ اور کھڑے ہو کر رات گزارتے ہیں یعنی رات کو جب غافل بندے نیند اور آرام کے مزے لوٹتے ہیں ۔ یہ خدا کے آگے کھڑے اور سجدہ میں پڑے ہوئے گزارتے ہیں ۔ چوتھی اور وہ لوگ جو کہتے ہیں اے ہمارے رب ہم سے دوزخ کا عذاب دور کر دے ۔ یعنی اتنی عبادت پر اتنا خوف بھی ہے ۔ یہ نہیں کہ تہجد کی آٹھ رکعت پڑھ کر خدا کے عذاب و قہر سے بے فکر ہو گئے ۔ پانچویں اور وہ لوگ جب خرچ کرتے ہیں تو فضول خرچی نہیں کرتے اور نہ تنگی کرتے ہیں اور ان کا خرچ ان دونوں کے درمیان اعتدال پر ہوتا ہے ۔ یعنی موقعہ دیکھ بھال کر میانہ روی کے ساتھ خرچ کرتے ہیں (یعنی جو ضروری خرچ ہیں وہ تو ہر موقع پر کرتے ہیں ۔ لیکن نام و نمود اور دکھلاوے اور دنیاداروں سے واہ واہ کرانے کے خیال سے ہرگز خرچ نہیں کرتے

جس طرح کہ عام طور پر دنیا دار لوگوں میں ناک رکھنے کی خاطر کرتے ہیں۔ چھٹے۔ اور وہ لوگ جو اللہ کے سوا کسی اور محبوب کو نہیں پکارتے۔ جس طرح کہ آج کل جاہل لوگ جو مسلمان تو کہلاتے ہیں اور قرآن مجید اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنّت اور طریقہ سے بے خبر ہوتے ہیں۔ وہ مصیبت کے وقت بعض اولیائے کرام کو اپنی مصیبت کے وقت پکارتے ہیں حالانکہ ان اولیائے کرام حضرات نے یہ کبھی نہیں فرمایا تھا کہ میرے مرنیکے بعد مصیبت کے وقت مجھے پکارنا۔ میں تمہاری مصیبت کو ہٹا دوں گا۔ اولیائے کرام کا دامن ان چیزوں سے یقیناً پاک ہے۔ اولیائے کرام اللہ تعالیٰ کی مخلوق کو گھیر گھار کر اللہ تعالےٰ کے دروازے پر لاتے ہیں۔ نہ کہ اللہ تعالےٰ کے دروازے سے ہٹا کر اپنے دروازے پر لاتے ہیں۔ ساتویں اور اس شخص کو ناحق قتل نہیں کرتے جسے اللہ نے حرام کر دیا ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے اس شخص کا قتل کرنا حرام قرار دیا ہے۔ ہاں بعض اوقات اللہ تعالےٰ نے بعض انسانوں کے قتل کرنے کا خود حکم دیا ہے۔ مثلاً شادی شدہ (مرد ہو یا عورت) زنا کرے۔ یا کوئی مسلمان کسی مسلمان کو قتل کر دے۔ ان حالات میں بھی فقط حکومت وقت تحقیق کرکے مجرم کے قتل کا حکم دے گی۔ ہر شخص کو قانون الٰہی کو اپنے ہاتھ میں لینے کا حق نہیں ہے۔ آٹھویں اور زنا نہیں کرتے۔ یعنی زنا کے مرتکب ہونیوالے بہشت میں نہیں جا سکیں گے۔ ہاں اگر دنیا میں اس جرم کی سزا پالی ہے۔ تو پھر جا سکیں گے۔ اور یا اگر ایمان تو سلامت تھا مگر یہ جرم کیا ہے۔ اور اللہ تعالےٰ نے معاف نہیں فرمایا۔ اور اپنے انصاف کے تقاضے کے مطابق ایسے شخص کو دوزخ میں ڈال دیا۔ تو بالآخر یہ شخص سزا بھگتنے کے بعد جنت میں بھیج دیا جائے گا۔ کیونکہ زانی کے لئے مشرک اور کافر اور اعتقادی منافق کی طرح ابدی جہنم کی سزا نہیں ہے۔ نویں اور جو بیہودہ باتوں میں شامل نہیں ہوتے اور جب بیہودہ باتوں کے پاس سے گذریں۔ تو شریفانہ طور سے گزرتے ہیں۔ مثلاً کسی جگہ کنجری کا مجرا ہو رہا تھا اور ان کا گذر اس طرف سے ہوا تو اس جگہ سے چپکے سے گذر جاتے ہیں۔ یہ نہیں کہ وہاں کھڑے ہو کر دیکھنے لگ جائیں۔ دسویں اور وہ لوگ جب انہیں ان کے رب کی آیتوں سے سمجھایا جاتا ہے تو ان پر بہرے اندھے ہو کر نہیں گرتے۔ بلکہ نہایت فکر و تدبر اور دھیان سے سنتے ہیں۔ اور سن کر متاثر ہوتے ہیں۔ گیارہویں اور وہ جو کہتے ہیں۔ اے ہمارے رب ہمیں ہماری بیویوں اور اولاد کی طرف سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما۔ یعنی بیوی بچے ایسے عطا فرما۔ جنہیں دیکھ کر آنکھیں ٹھنڈی اور دل خوش ہو۔ اور ظاہر ہے کہ مومن کامل کا دل اسی وقت ٹھنڈا ہو گا۔ جب اپنے اہل و عیال کو اطاعت الٰہی کے راستہ پر گامزن اور علم نافع کی تحصیل میں مشغول پائے۔ دنیا کی سب نعمتیں اور مسرّتیں اس کے بعد ہیں۔ بارھویں اور ہمیں پرہیزگاروں کا پیشوا بنا دے کہ لوگ ہماری اقتدا کرکے متقی بن جایا کریں۔ حاصل یہ ہے کہ ہم نہ صرف بذات خود ہدایت یافتہ ہوں۔ بلکہ دوسروں کے لئے ہادی بن جائیں۔ دوسرے لوگ ہمیں اور ہمارے بیوی بچوں کو دیکھ کر راہ راست پر آ جائیں۔ اللھم اجعلنا منھم

ان بارہ صفتوں کا نتیجہ

یہی لوگ ہیں۔ جنہیں ان کے صبر کے بدلہ میں جنت کے بالاخانے دیئے جائیں گے اور ان کا وہاں دُعا اور سلام سے استقبال کیا جائے گا۔ اس میں ہمیشہ رہنے والے ہوں گے۔ وہ ٹھہرنے اور رہنے کی خوب جگہ ہے۔ اللھم اجعلنا من اھلھا۔

دوزخیوں کے اوصاف

وَيَوْمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ عَلٰى يَدَيْهِ يَقُوْلُ يٰلَيْتَنِي اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُوْلِ سَبِيْلًا ○ يٰوَيْلَتٰى لَيْتَنِي لَمْ اَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِيْلًا ○ لَقَدْ اَضَلَّنِي عَنِ الذِّكْرِ بَعْدَ اِذْ جَآءَنِي ط وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِلْاِنْسَانِ خَذُوْلًا ○ وَقَالَ الرَّسُوْلُ يٰرَبِّ اِنَّ قَوْمِي اتَّخَذُوْا هٰذَا الْقُرْاٰنَ مَهْجُوْرًا ○)

سورۃ الفرقان ع ۳ - پ ۱۹ - ترجمہ - اور اس دن (یعنی قیامت کے دن ظالم اپنے ہاتھ کاٹ کاٹ کھائے گا۔ کہے گا۔ ہائے افسوس میں بھی رسول کے ساتھ راہ چلتا۔ ہائے میری شامت کاش میں نے فلاں کو دوست نہ بنایا ہوتا۔ اسی نے تو نصیحت کے آنے کے بعد مجھے بہکا دیا اور شیطان تو انسان کو رسوا کرنے والا ہی ہے۔ اور رسول کہے گا۔ اے میرے رب بیشک میری قوم نے اس قرآن کو نظر انداز کر رکھا تھا

دوزخیوں کی تین صفتیں

مذکورہ بالا آیتوں میں دوزخیوں کی تین صفتیں بیان کی گئی ہیں۔ پہلی قیامت کے دن دنیا میں گمراہ رہنے کے باعث اپنی بدبختی پر غصہ میں آکر اپنی انگلیوں کو دانتوں سے کاٹنا۔ دوسری۔ قیامت کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دنیا میں ساتھ نہ دینے پر افسوس کرنا کہ میں نے کیوں نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیش کردہ دستور العمل کو اپنایا۔ یعنی نہ قرآن مجید پر عمل کیا اور نہ اس کی شرح احادیث نبویؐ کو عمل میں لایا۔ تیسری جن بے دینوں کی دوستی اور پارٹی میں رہ کر دین کے سیکھنے اور اس پر عمل کرنے سے دنیا میں بے بہرہ رہا تھا۔ وہ دوستیاں اور یاریاں یاد کرکے افسوس کریگا کہ میں انکے ساتھ یاری نہ رکھتا تو آج یہ روز بد نہ دیکھنا پڑتا۔ مگر اس احساس سے کیا ہو سکتا ہے۔ مصرعہ۔ گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں۔ سب مردوں اور عورتوں سے کہتا ہوں کہ ان سطروں کو غور سے پڑھیئے اور اپنے بے دین بھائی بہنوں یا دوسرے رشتہ داروں کو سنایئے۔ شاید آپ کے سمجھانے سے کسی کے دل میں خوفِ خدا پیدا ہو جائے اور وہ اپنی اصلاح کرکے دوزخ سے بچ جائے۔ و ماعلینا الا البلاغ۔

بہشتیوں کے اوصاف

اِلَّا الْمُصَلِّيْنَ ○ الَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ دَآئِمُوْنَ ○ وَالَّذِيْنَ فِيْ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ مَّعْلُوْمٌ ○ لِّلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُوْمِ ○ وَالَّذِيْنَ يُصَدِّقُوْنَ بِيَوْمِ الدِّيْنِ ○ وَالَّذِيْنَ هُمْ مِّنْ عَذَابِ رَبِّهِمْ مُّشْفِقُوْنَ ○ اِنَّ عَذَابَ رَبِّهِمْ غَيْرُ مَاْمُوْنٍ ○ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ ○ اِلَّا عَلٰى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ ○ فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ ○ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رَاعُوْنَ ○ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِشَهٰدٰتِهِمْ

قَآئِمُوْنَ ۝ وَالَّذِیْنَ هُمْ عَلٰی صَلَاتِهِمْ یُحَافِظُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ فِیْ جَنّٰتٍ مُّكْرَمُوْنَ ۝ سورۃ المعارج ع ۱۔ پ ۲۹۔ ترجمہ۔ مگر وہ نمازی جو اپنی نماز پر ہمیشہ قائم ہیں (یعنی باقاعدہ التزام سے پڑھتے ہیں۔ یہ نہیں کہ کوئی پڑھی اور کوئی نہ پڑھی) اور وہ جن کے مالوں میں حصہ معین ہے۔ سائل اور غیر سائل کے لئے (یعنی سائل مستحق کو تو دیتے ہی ہیں۔ بلکہ جو لوگ واقع میں مستحق ہیں مگر وہ کسی سے سوال نہیں کرتے۔ ان کو بھی وہ لوگ بن مانگے دیتے ہیں)۔ اور وہ جو قیامت کے دن کا یقین رکھتے ہیں (اسی لئے وہ دنیا میں ایسے طریقہ سے زندگی بسر کرتے ہیں۔ کہ آخرت میں دوزخ میں نہ جائیں) اور وہ جو اپنے رب کے عذاب سے ڈرنے والے ہیں۔ (اسی لئے اللہ تعالےٰ کے احکام کو بجا لاتے ہیں اور اس کی نافرمانی سے اپنے آپ کو بچاتے ہیں۔ اللھم اجعلنا منھم) بیشک ان کے رب کے عذاب کا خطرہ لگا ہوا ہے (یعنی اللہ تعالےٰ کے عذاب کے خطرہ سے کوئی شخص دنیا میں خالی نہیں ہو سکتا) اور وہ جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں (تاکہ کہیں ایسا نہ ہو کہ دنیا میں زنا کریں اور قیامت کے دن جہنم میں جھونک دیئے جائیں) مگر فقط اپنی بیویوں یا لونڈیوں سے تعلقات قائم رکھتے ہیں)

ایسی صورت میں بیشک ان پر کوئی ملامت نہیں۔ پس جو کوئی اس کے سوا چاہے۔ سو وہی لوگ حد سے بڑھنے والے ہیں۔ اور وہ جو اپنی امانتوں اور عہدوں کی رعایت رکھتے ہیں (یعنی لوگوں کی امانت میں خیانت نہیں کرتے اور اگر کسی سے کوئی وعدہ کریں تو وعدے کی خلاف ورزی نہیں کرتے اور وہ جو اپنی گواہیوں پر قائم رہتے ہیں (یعنی کسی کے کہنے سننے پر جھوٹی گواہی نہیں دیتے) اور وہ جو اپنی نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں (یعنی باقاعدہ ساری نمازیں التزام سے پڑھتے۔ کوئی نماز قضا نہیں کرتے) وہی لوگ بہشت کے باغوں میں عزت سے رہیں گے

آٹھ صفتیں

مذکورۃ الصدر آیات میں بہشتیوں کی آٹھ صفتیں بیان کی گئی ہیں۔ جن پر میں نے نمبر لگا دیئے ہیں۔ غور کر کے دیکھ لیجئے۔ اَللّٰھُمَّ وَفِّقْنَا لِمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰی وَاجْعَلْ اٰخِرَتَنَا خَیْرًا مِّنَ الْاُوْلٰی یَا مُجِیْبَ الدَّعْوَاتِ بِرَحْمَتِكَ وَفَضْلِكَ وَمَنِّكَ اٰمِیْن یَا اِلٰهَ الْعَالَمِیْن

دوزخیوں کے اوصاف

سَاَلَ سَآئِلٌ بِعَذَابٍ وَّاقِعٍ ۝ لِّلْكٰفِرِیْنَ لَیْسَ لَهٗ دَافِعٌ ۝ مِّنَ اللّٰهِ ذِی الْمَعَارِجِ ۝ تَعْرُجُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ اِلَیْهِ فِیْ یَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِیْنَ اَلْفَ سَنَةٍ ۝ فَاصْبِرْ صَبْرًا جَمِیْلًا ۝ اِنَّهُمْ یَرَوْنَهٗ بَعِیْدًا ۝ وَّنَرٰىهُ قَرِیْبًا ۝ یَوْمَ تَكُوْنُ السَّمَآءُ كَالْمُهْلِ ۝ وَتَكُوْنُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ ۝ وَلَا یَسْئَلُ حَمِیْمٌ حَمِیْمًا ۝ یُّبَصَّرُوْنَهُمْ یَوَدُّ الْمُجْرِمُ لَوْ یَفْتَدِیْ مِنْ عَذَابِ یَوْمِئِذٍۭ بِبَنِیْهِ ۝ وَصَاحِبَتِهٖ وَاَخِیْهِ ۝ وَفَصِیْلَتِهِ الَّتِیْ تُـْٔوِیْهِ ۝ وَمَنْ فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا ثُمَّ یُنْجِیْهِ ۝ كَلَّا اِنَّهَا لَظٰی ۝ نَزَّاعَةً لِّلشَّوٰی ۝ تَدْعُوْا مَنْ اَدْبَرَ وَتَوَلّٰی ۝ وَجَمَعَ فَاَوْعٰی ۝ سورۃ المعارج پارہ ۲۹

ترجمہ۔ ایک سوال کرنے والے نے اس عذاب کا سوال کیا جو کافروں کے لئے ہونے والا ہے۔ اس کا کوئی ٹالنے والا نہیں۔ جو اللہ کی طرف سے واقع ہوگا۔ جو سیڑھیوں کا (یعنی آسمانوں کا) مالک ہے۔ جن سیڑھیوں سے فرشتے اور (اہل ایمان کی) روحیں اس کے پاس چڑھ کر جاتی ہیں (اور وہ عذاب) اس دن ہوگا۔ جسکی مقدار پچاس ہزار سال کی ہے۔ آپ اچھی طرح سے صبر کئے رہیں (یعنی ان دوزخیوں کی دل آزاری کرنے پر صبر کریں) بیشک وہ اسے (یعنی قیامت کے دن کو) دور دیکھتے ہیں اور ہم اسے قریب دیکھتے ہیں (قیامت کا دن وہ ہے) جس دن آسمان پگھلے ہوئے تانبے کی مانند ہوگا۔ اور پہاڑ دھنی ہوئی رنگدار اون کی طرح ہونگے اور کوئی دوست کسی دوست کو نہیں پوچھے گا۔ سب ان کو نظر آ جائیں گے۔ مجرم چاہے گا۔ کہ کاش اس دن کے عذاب کے بدلہ میں اپنے بیٹوں کو دیدے اور اپنی بیوی اور اپنے بھائی کو اور اپنے اس کنبہ کو جو اسے پناہ دیتا تھا اور ان سب کو جو زمین میں ہیں (یہ سب کچھ دے کر) پھر اپنے آپ کو (اللہ کے عذاب سے) بچالے (یہ) ہرگز نہیں ہو سکیگا) بے شک وہ تو ایک آگ ہے کھالوں کو اتارنے والی اس کو بلائے گی۔ جس نے دنیا میں اللہ تعالیٰ کے احکام کی تعمیل کرنے سے) پیٹھ پھیری اور منہ موڑا اور مال جمع کیا اور گن گن کر رکھا۔

دوزخیوں کے اوصاف

قرآن مجید کے مذکورالصدر اعلان میں دوزخیوں کے متعلق تین چیزیں ذکر کی گئی ہیں۔ دراصل دو ان کی صفات ہیں اور تیسری ان کی صفات کا نتیجہ ہے۔ پہلی دوزخیوں کے خیال میں قیامت کا آنا امکان سے دور اور ان کی عقل سے بالاتر ہے۔ حالانکہ اللہ تعالےٰ کے نزدیک اس قدر قریب نظر آ رہی ہے۔ گویا کہ آ ہی گئی ہے

دوسری جب قیامت آئے گی۔ اس دن یہ دوزخی یہ چاہیں گے کہ اس دن کے عذاب الٰہی سے بچنے کے لئے اپنے بیٹے اپنی بیوی۔ اپنے بھائی اپنا سارا کنبہ اور دنیا میں تمام بسنے والوں کو بھی (اگر ہو سکے) تو فدیہ میں دے کر اپنی جان بچا لیں۔ مگر یہ کیسے ہو سکیگا۔ مصرعہ

گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں

تیسری۔ دوزخ کی وہ آگ ان دوزخیوں کو ضرور ہی اپنی لپیٹ میں لے لیگی۔ جنہوں نے دنیا میں انبیاء علیہم السلام کے دین کے تسلیم کرنے سے پیٹھ پھیری تھی اور منہ موڑ لیا تھا۔

تنبیہ

غفلت شعار اور دین سے لاپرواہی کرنے والے مسلمانوں کو مذکورالصدر نقشہ میں غور کر کے دیکھنا چاہیئے کہ کیا ہم بھی تو اس دین سے لاپرواہی نہیں کر رہے جس دین کا سنگ بنیاد قرآن مجید ہے۔ اور اس کے احکام کی تفصیل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث شریف ہے و ماعلینا الا البلاغ واللہ بصیر بالعباد۔

واقعہ یہ ہے

کہ موجودہ دور کے اکثر مسلمانوں کو (مرد ہوں یا عورتیں) نہ موت یاد ہے نہ قیامت کے دن کی گرفت۔ اگر یہ دو چیزیں ان لوگوں کے پیش نظر ہوتیں تو معاملات میں فریب کاری۔ دھوکہ بازی اور جھوٹ بولنے میں اتنے دلیر نہ ہوتے اور لہو و لعب کے اس قدر دلدادہ نہ ہوتے۔ معاملات میں بد دیانتی کی مثالیں ملاحظہ ہوں

دودھ میں پانی ملانا۔ اور پھر گاہک کو خالص کہہ کر دینا۔ گھی میں ملاوٹ۔ میرے ایک دوست گگے زئی برادری کے ایک شریف اور بہت ہی نیک آدمی تھے۔ گھی کی تجارت کرتے تھے۔ جس بازار میں ان کی دکان تھی میں کئی مرتبہ ان کی دکان کے سامنے سے گذرا اور دکان کو بند پایا۔ ایک دفعہ اتفاقاً وہ مجھے بازار میں ملے۔ میں نے ان سے پوچھا کہ عرصہ سے آپ کی دکان بند ہے۔ کیا وجہ ہے۔ کہنے لگے جی کیا کہیں۔ آج کل گاہک کو اصلی گھی کی تمیز نہیں رہی۔ وہ اصلی کو نقلی سمجھتا ہے۔ کیونکہ اس میں خوشبو نہیں ہوتی اور نقلی کو اصلی سمجھتا ہے۔ کیونکہ اس میں خوشبو تیز ہوتی ہے۔ اس لئے میں نے دکان بند کر دی ہے (یہ اس نے اس لئے کیا تاکہ گاہک کو نقلی گھی اصلی کرکے نہ دے) میرے مسلمان بھائیو اسی کا نام ایمانداری ہے کہ خود تکلیف اٹھائی۔ مگر گاہک کو دھوکہ نہیں دیا۔ مسلمانوں میں خوف خدا نہ ہونے کی ایک دوسری مثال سنئے۔

مسجدوں سے جوتے چرانا

ہماری مسجد لائن سبحان خاں والی میں شاید ہی کوئی دن خالی ہوگا۔ جس دن صبح کی نماز کے وقت جوتے چوری نہ ہوتے ہوں۔ چور اول نمبر کا بد دیانت ہے کہ مسلمان ہو کر مسلمان کی چوری کرتا ہے۔ دوسرے نمبر کے بد دیانت وہ دکاندار ہیں جو روزانہ اس سے خرید لیتے ہیں۔ اگر دکانداروں کے دل میں موت کا ڈر اور قیامت کے دن ان گناہوں کے سبب سے دوزخ میں جانے کا یقین ہوتا تو کیا چوروں سے روزانہ سستے داموں جوتے خرید سکتے تھے۔ اور کیا دکاندار جو کہ آج کل فقط مسلمان ہیں۔ وہ نہیں جانتے کہ یہ نیا جوتا سات آٹھ روپے کا ہے۔ یا جو بوٹ بیس روپے کا ہے۔ وہ جوتا ڈیڑھ دو روپے کو کیسے بیچ سکتا ہے۔ اور بیس روپے کا بوٹ چار پانچ روپے پر کیسے فروخت کر سکتا ہے

اس حرام خوری کا نتیجہ

معاملات میں بد دیانتی اور حرام خوری کا نتیجہ بھی سن لیجئے کہ چونکہ حرام کا مال کھانے سے اللہ تعالےٰ ناراض ہو جاتا ہے۔ اس لئے انسان کو نیکی کی توفیق ہی نہیں ہوتی۔ ہاں حرامخوری کے باعث برائیوں کی طرف رغبت پیدا ہو جاتی ہے۔ چنانچہ عمر رسیدہ مسلمانوں سے دریافت کرکے دیکھئے کہ آج سے چالیس پچاس سال پہلے خاندانوں میں جو اپنے خاندان کے بزرگوں کا ادب اور عورتوں میں جو شرم اور حیا نظر آتا تھا۔ کیا آج کل کے دور میں زمین اور آسمان کا سا فرق نہیں ہو گیا ہے۔ لسان العصر اکبر الہ آبادی مرحوم نے جو زمانے کی ہوا کا رخ بھانپ کر فرمایا تھا۔ وہ ٹھیک نکلا یا نہ

فرماتے ہیں

نہ خاتونوں میں رہ جائیگی پردے کی یہ پابندی
نہ گھونگٹ اس طرح سے حاجب روئے صنم ہونگے
بدل جائیگا معیار شرافت چشم دنیا میں
زیادہ تھے جو اپنے زعم میں وہ سب سے کم ہونگے

پھر فرماتے ہیں

طفل میں بو آئے کیا ماں باپ کے اطوار کی
دودھ تو ڈبے کا ہے تعلیم ہے سرکار کی

اے مسلمان تیرے مشاغل

دن کو روٹی کمانے کی فکر ہے۔ طرح طرح کے ذرائع رزق کے کمانے میں سرگردان رہنے اور رات کو یا سینما گھر کی سیر (مع بال بچوں کے۔ الا ماشاء اللہ) اور یا گھر میں ریڈیو لگا کر بھانڈوں اور کنجریوں کے گانے سننا اسی شغل میں کافی حصہ رات کا بسر کرنا

احساس نہیں رہا

پھر دل کو دکھ دینے والی ایک اور چیز ہے کہ مسلمان کو اپنی اس بے راہ روی اور اس کے مہلک نتائج کا احساس نہیں۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ اے موجودہ دور کے مسلمان تیری اس حالت پر

یہ شعر صادق آتا ہے

وائے ناکامی متاع کارواں جاتا رہا
اور کارواں کے دل سے احساس زیاں جاتا رہا

انا للہ وانا الیہ راجعون۔ وما علینا الا البلاغ

بہشتیوں کے اوصاف

اَفَمَنْ يَّعْلَمُ اَنَّمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ الْحَقُّ كَمَنْ هُوَ اَعْمٰى ؕ اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۙ الَّذِيْنَ يُوْفُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَلَا يَنْقُضُوْنَ الْمِيْثَاقَ ۙ وَالَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَيَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ وَيَخَافُوْنَ سُوْٓءَ الْحِسَابِ ؕ وَالَّذِيْنَ صَبَرُوا ابْتِغَاۗءَ وَجْهِ رَبِّهِمْ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً وَّيَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ اُولٰۗىِٕكَ لَهُمْ عُقْبَى الدَّارِ ۙ جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا وَمَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَاۗىِٕهِمْ وَاَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ وَالْمَلٰۗىِٕكَةُ يَدْخُلُوْنَ عَلَيْهِمْ مِّنْ كُلِّ بَابٍ ۚ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ ۭ (سورۃ الرعد ع ۳ - پ ۱۳۔)

ترجمہ۔ بھلا جو شخص جانتا ہے کہ تیرے رب سے تجھ پر اترا ہے۔ حق ہے اس کے برابر ہو سکتا ہے جو اندھا ہے۔ سمجھتے تو عقل والے ہی ہیں۔ وہ لوگ جو اللہ کے عہد کو پورا کرتے ہیں۔ اور اس عہد کو نہیں توڑتے۔ اور وہ لوگ جو ملاتے ہیں۔ جس کے ملانے کو اللہ نے فرمایا ہے اور اپنے رب سے ڈرتے ہیں اور برے حساب کا خوف رکھتے ہیں اور وہ جنہوں نے اپنے رب کی رضامندی کے لئے صبر کیا اور نماز قائم کی اور ہمارے دیئے ہوئے میں سے پوشیدہ اور ظاہر خرچ کیا اور برائی کے مقابلہ میں بھلائی کرتے ہیں۔ انہیں کے لئے آخرت کا گھر ہے۔ ہمیشہ رہنے کے باغ جن میں وہ خود بھی رہیں گے اور ان کے باپ دادا اور بیویوں اور اولاد میں سے بھی جو نیکوکار ہیں۔ اور ان کے پاس فرشتے ہر دروازے سے آئیں گے۔ کہیں گے تم پر سلامتی ہو۔ تمہارے صبر کی وجہ سے۔ پھر آخرت کا گھر کیا ہی اچھا ہے۔

اوصاف کی فہرست

پہلی۔ جن لوگوں کا قرآن مجید پر ایمان ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے نازل شدہ ہے۔ دوسری اللہ تعالیٰ سے عہد (الست) میں ہو چکا ہے۔ جس پر انسان کی ذرہ ذرہ خود گواہ ہے۔ اسی فطرتی عہد کے سبب سے ہر مرد اور عورت بن دیکھے اللہ تعالےٰ کو مانتے ہیں اور اس کو اپنا معبود تسلیم کرتے ہیں۔ تیسری اور کسی معاملہ میں اللہ تعالےٰ سے یا انسانوں سے عہد کرتے ہیں۔ اس کو توڑتے نہیں۔ بلکہ نباہتے ہیں (بشرطیکہ وہ عہد گناہ نہ ہو۔) چوتھی۔ رشتہ داروں کے حقوق باقاعدہ ادا کرتے ہیں۔ کسی کی حق تلفی نہیں کرتے۔ پانچویں۔ اللہ تعالےٰ کا ڈر ہمیشہ ان کے دل میں رہتا ہے۔ کہ کہیں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی

نہ ہو جائے اور اللہ تعالیٰ کی گرفت میں نہ آجائیں۔ چھٹی اور ان کے دل میں یہ خطرہ لگا رہتا ہے کہ قیامت کے دن جب ذرہ ذرہ کا حساب ہوگا تو وہاں کیا صورت پیش آئے گی ساتویں دنیا میں جو مصیبتیں آئیں۔ ان پر صبر کیا کسی مصیبت سے گھبرا کر اللہ تعالیٰ کے راستہ سے قدم نہیں ہٹایا اور صبر اور استقلال محض اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے اختیار کیا۔ نہ اس لیے کہ دنیا اسے صابر کہے۔ آٹھویں اور نماز باقاعدہ ادا کرتے رہے۔ یہ نہیں کہ کبھی پڑھی اور کبھی نہ پڑھی۔ نویں اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے نیکی کے کاموں میں مال صرف کرتے ہیں۔ دسویں اگر پوشیدہ خرچ کرنا مناسب ہو پوشیدہ خرچ کرتے ہیں اور اگر مناسب یہ ہو کہ ظاہر کر کے خرچ کریں تاکہ دوسروں کو بھی اس نیک کام میں حصہ لینے کی رغبت ہو تو علی الاعلان خرچ کرتے ہیں گیارھویں۔ برائی کا جواب بھلائی سے دیتے ہیں۔ سختی کے مقابلہ میں نرمی کرتے ہیں۔ کوئی ان پر ظلم کرے تو معاف کر دیتے ہیں۔

غور کی دعوت

تمام مسلمانوں کو (خواہ مرد ہوں یا عورتیں) مذکورۃ الصدر صفات کے آئینہ میں اپنی زندگی کے حالات دیکھنے اور غور کرنے کی دعوت دیتا ہوں۔ اگر اس آئینہ میں زندگی کے حالات درست ہوں تو اللہ تعالیٰ کا شکر کیجئے کہ اس کی توفیق سے سیدھے راستہ پر چلے جا رہے ہیں۔ اور اگر بالفرض خال و خط بگڑے ہوئے نظر آئیں تو اس آئینے کو سامنے رکھ کر اپنے خال و خط دنیا کی زندگی ہی میں درست کر لیجئے۔

ورنہ

اگر مذکورۃ الصدر صفات کے خلاف اپنے اندر ان کے خلاف دوسری صفات پیدا کر کے دنیا سے رخصت ہوئے تو پھر قاعدہ تو یہی ہے کہ ان گناہوں کی سزا بھگتنی پڑے گی۔ مثلاً قبر کے عذاب میں مبتلا ہونا۔ یا خدانخواستہ اس کے بعد دوزخ میں جانا۔ ہاں یہ الگ چیز ہے کہ اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل و کرم سے کسی کو معاف فرما دے تو اس پر قادر ہے۔ میرے ذمہ تو اللہ تعالے کا قانون مسلمانوں کے سامنے پیش کرنے کا حق ہے۔ وما علینا الا البلاغ۔

جلسہ تعزیت

حضرت مولانا احمد سعید صاحب صدر جمعیۃ العلماء ہند کے انتقال پُر ملال پر دارالعلوم امداد الاسلام راولپنڈی کے مدرسین و طلباء و اراکین نے ختم قرآن شریف برائے ایصال ثواب پڑھ کر مولانا کی روح پُر فتوح کو بخشا۔ اس کے بعد حضرت مولانا محمد شاہ صاحب ناظم اعلیٰ دارالعلوم نے مولانا کے علمی کمالات و دیگر حالات زندگی پر روشنی ڈالی۔ تمام شرکائے جلسہ و اراکین دارالعلوم مولانا کے پسماندگان کے ساتھ غم میں برابر کے شریک ہیں۔ اللہ تعالے پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرماوے۔ آمین ثم آمین

ناظم نشر و اشاعت دارالعلوم امداد الاسلام راولپنڈی

ہفت روزہ خدام الدین لاہور

ہندوستان میں منگوانے والے احباب اپنا چندہ حضرت مہتمم صاحب دارالعلوم دیوبند کے ہاں بھجوا کر رسید منی آرڈر ہمیں بھیج دیں۔ "مدیر"

مجلس ذکر منعقدہ ۹ جمادی الاخریٰ ۱۳۷۹ھ مطابق ۱۰ دسمبر ۱۹۵۹ء

آج ذکر کے بعد مخدومنا و مرشدنا حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی نے مندرجہ ذیل تقریر فرمائی

اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے انسانوں کی تربیت کرتا ہے

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی ۔ اَمَّا بَعْدُ

تمہید

میں دعا کرتا ہوں کہ جو احباب اس مجلس میں خالصاً لوجہ اللہ شریک ہونے کے لئے آتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو اپنی رضا کا تمغہ عطا فرمائے۔ اس مجلس کا مقصد یہ ہے کہ میرا اور آپ کا تعلق باللہ درست ہو جائے۔ ذکر تو آپ ہر جگہ کر سکتے ہیں۔ لیکن اس مجلس میں شامل ہونے کا ایک فائدہ یہ ہے کہ میں اصلاح باطن کیلئے کچھ نہ کچھ عرض کر دیا کرتا ہوں۔

تربیت گاہ

دنیا میں تربیت گاہیں کئی ہیں۔ درزی لوہار وغیرہ کے پاس بچہ کو اس لئے بٹھایا جاتا ہے کہ وہ کامل کی تربیت گاہ میں رہ کر وہ فن سیکھ لے۔ جس میں اس کامل کو کمال حاصل ہے۔ یہ سب مربی ہیں اور ہر مربی کی اپنی اپنی تربیت گاہ ہے اللہ تعالیٰ حقیقی مربی ہیں۔ سورۃ الفاتحہ کی پہلی آیت ہے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۔ رب کے معنی ہیں تربیت کرنے والا انگریزی اسکولوں یا عربی مدارس کے اُستاد جن کے پاس بچے پڑھنے آتے ہیں وہ بھی مربی ہیں۔

بچوں کی قسمیں

اسکول و مدارس میں تربیت پانے والے بچوں کی تین قسمیں ہوتی ہیں۔ ۱۔ وہ جو ڈھیٹ ہو جاتے ہیں۔ استاد مار مار کر تھک جاتا ہے۔ یہ روز مار کھاتے ہیں۔ لیکن وہ اپنی اصلاح کی کوشش نہیں کرتے۔ پنجابی میں کہتے ہیں دو پیاں وسر گیاں۔ (چھڑیاں پڑیں اور بھول گئیں) ۲۔ وہ جو کبھی کبھی مار کھاتے ہیں۔ جب مار پڑی سات آٹھ دن ٹھیک رہے۔ پھر بھول گئے پھر مار کھائی پھر کچھ دن ٹھیک رہے۔ ۳۔ وہ جو استاد کے ڈر سے روزانہ سبق یاد کر کے آتے ہیں۔ وہ استاد کو انہیں سزا دینے کا موقعہ ہی نہیں دیتے۔

اللہ تعالیٰ

بھی رب العٰلمین ہیں۔ وہ جسمانی مربی بھی ہے اور روحانی مربی بھی۔ اس کے جسمانی مربّی ہونے کا ذکر بارھویں پارہ کی پہلی آیت میں آتا ہے۔ وَمَا مِنْ دَآبَّۃٍ فِی الْاَرْضِ اِلَّا عَلَی اللّٰہِ رِزْقُھَا

ترجمہ۔ اور زمین پر کوئی چلنے والا نہیں مگر اسکی روزی اللہ پر ہے۔

وہ ماں کے پیٹ میں بچہ کو خون طمس پلاتا ہے۔ اس جہان میں آنے کے بعد پہلے دودھ اور پھر نرم چاول بھگو کر کھلاتا ہے۔ دانت نکلنے کے بعد روٹی کھلاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ حیوانات کا بھی مربی ہے انسان بھی ایک لحاظ سے حیوان ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ اس کے اندر حیوانیت کے علاوہ روحانیت بھی ہے جس کی وجہ سے یہ مکلّف ہے۔ اور باقی حیوانات مکلف نہیں۔ یہ احکام الٰہی کا مخاطب بن سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسکی تربیت کے لئے ہمیشہ انبیاء علیہم السلام کو اپنا نائب بنا کر مبعوث فرماتے رہے ہیں۔

دستور العمل

انسان کی روحانی تربیت کیلئے اللہ تعالیٰ انبیاء علیہم السلام کو وقتاً فوقتاً کتب سماوی کی شکل میں دستور العمل عطا فرماتے رہے ہیں آخری دستور العمل قرآن مجید ہے۔ میں کہا کرتا ہوں کہ انسانیت کا رنگ ہے قرآن۔ رنگ فروش ہیں علماء کرام اور رنگ ساز ہیں صوفیائے عظام۔ انسان صحیح معنوں میں انسان تب بنتا ہے۔ جب اس پر قرآن کا رنگ چڑھتا ہے۔ علم پڑھنے کے بعد انسانیت کا رنگ نہیں چڑھتا۔ انسان وہ ہے جس میں انس و ہمدردی ہو۔ انسانوں کو آپس میں لڑانے والے عالم ہی تو ہیں۔

الہام جبلّی

شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ انسان کے سوا تمام حیوانات کی رہنمائی الہام جبلی سے فرماتے ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ ان کی زندگی کا سارا پروگرام براہ راست ہر فرد کے دل پر القا فرما دیتے ہیں۔ انسان کے لئے دوسرا قانون ہے اسکی جسمانی ضروریات کے لئے بھی اور روحانیت تربیت کے لئے بھی ایک کے دل پر القا فرماتے ہیں۔ اور باقی سب اسکی اطاعت سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔

تربیت پانیوالے

جس طرح ہر مربی کے زیر سایہ تربیت پانے والوں کی تین قسمیں ہیں۔ اسی طرح تعلق باللہ کے لحاظ سے انسانوں کی بھی تین قسمیں ہیں۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ پڑھا اور اسلام کے سکول میں داخل ہو گئے۔ اس اسکول کا نصاب تعلیم قرآن مجید ہے۔ عالم ربانی پڑھانے والے ہیں۔ عالم ربانی وہ ہے جو علم رب پڑھائے۔ علم رب سے مراد ہے کلام اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

تعلق باللہ

کے لحاظ سے انسانوں کی تین قسمیں یہ ہیں۔

؎ نہ صورت نہ سیرت نہ خال و نہ خط
مجبوب نامش نہادند غلط

۱۔ یہ وہ ہیں جن کو نہ قرآن ناظرہ آتا ہے نہ قرآن کے معنی آتے ہیں۔ یہ روزانہ اپنے گناہوں کی شامت کے باعث مار کھاتے ہیں۔ یعنی دنیا کی زندگی میں تکلیفیں اٹھاتے ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے باز نہیں آتے۔ ؎

از مکافاتِ عمل غافل مشو
گندم از گندم بروید جو ز جو

ترجمہ۔ عمل کے بدلہ سے غافل نہ ہو۔ (جیسا کرو گے۔ ویسا بھرو گے)۔ گندم بوئی گئی تو گندم پیدا ہو گی۔ اور جو بوئے گئے تو جو پیدا ہوں گے۔ یہ ڈھیٹ ہیں۔ کبھی بیوی روٹھ گئی۔ کبھی بیٹے نے بے عزتی کر دی۔ یہ گناہ کی شامت ہے۔ کیا بادشاہ سے بغاوت کرنے والا کبھی چین سے بیٹھ سکتا ہے۔ دریا میں رہنا اور خواجہ خضر سے بیر۔ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرنیوالے

کو چین مل سکتا ہے؟ ؎

این خیال است و محال است و جنوں

عـــلـ اس قسم کے انسانوں کے پاس اگرچہ دولت بہت ہو۔ مگر ان کو چین نصیب نہ ہوگا۔ اکثر مسلمان ڈھیٹ ہیں۔ کسی کی بیوی کہا نہیں مانتی۔ کسی کی اولاد نافرمان ہے۔ وہ جو کبھی کبھی مار کھاتے ہیں۔ بیوی نے غلطی کی ان کو غصہ آ گیا اور اس کو بری طرح پیٹا اور وہ روٹھ کر میکے چلی گئی۔ پھر ہوش آئی کہ غلطی میری تھی۔ بیٹے کو مارا۔ وہ بھاگ گیا۔ اس کے بعد تسلیم کرتے ہیں کہ بے شک بیٹے نے قصور کیا تھا لیکن مجھے اتنا نہیں مارنا چاہیئے تھا۔ یہ وہ ہیں جو کبھی کبھی مار کھا کر ٹھیک ہو جاتے ہیں۔

(۳) ان کا ذکر قرآن مجید کی ان آیات میں آتا ہے۔ اَفَمَنْ يَّعْلَمُ اَنَّمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ الْحَقُّ كَمَنْ هُوَ اَعْمٰى ؕ اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۙ الَّذِيْنَ يُوْفُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَلَا يَنْقُضُوْنَ الْمِيْثَاقَ ۙ وَالَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖۤ اَنْ يُّوْصَلَ وَيَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ وَيَخَافُوْنَ سُوْٓءَ الْحِسَابِ ؕ وَالَّذِيْنَ صَبَرُوا ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِمْ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً وَّيَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عُقْبَى الدَّارِ ۙ جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا وَمَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآئِهِمْ وَاَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ وَالْمَلٰٓئِكَةُ يَدْخُلُوْنَ عَلَيْهِمْ مِّنْ كُلِّ بَابٍ ۚ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ ؕ (سورۃ الرعد ع ۳ ۔ پ ۱۳)۔ (ترجمہ۔ بھلا جو شخص جانتا ہے۔ کہ آپ کے رب سے آپ پر جو اُترا ہے حق ہے۔ اس کے برابر ہو سکتا ہے جو اندھا ہے۔ سمجھتے تو عقل والے ہی ہیں۔ وہ لوگ جو اللہ کے عہد کو پورا کرتے ہیں۔ اور اس عہد کو نہیں توڑتے اور وہ لوگ جو ملاتے ہیں جس کے ملانے کو اللہ نے فرمایا ہے اور اپنے رب سے ڈرتے ہیں۔ اور بُرے حساب کا خوف رکھتے ہیں اور وہ جنہوں نے اپنے رب کی رضامندی کے لئے صبر کیا اور نماز قائم کی اور ہمارے دیئے ہوئے میں سے پوشیدہ اور ظاہر خرچ کیا اور برائی کے مقابلہ میں بھلائی کرتے ہیں۔ انہیں کیلئے آخرت کا گھر ہے۔ ہمیشہ رہنے کے باغ جن میں وہ خود بھی رہیں گے اور ان کے باپ دادا اور بیویوں اور اولاد میں سے جو نیکوکار ہیں۔ اور ان کے پاس فرشتے ہر دروازے سے آئیں گے۔ کہیں گے تمہیر سلامتی ہو تمہارے صبر کرنے کی وجہ سے۔ پھر آخرت کا گھر کیا ہی اچھا ہے)۔ یہ وہ حضرات ہیں۔ جن کا تعلق باللہ اور تعلق بالمخلوق دونوں درست ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی اصطلاح میں یہ ہیں عقلمند۔ ایک ایک صفت پر غور کیجئے کہ ہم میں عقلمند کتنے ہیں اور احمق کتنے ہیں۔ اسی لئے میں کہا کرتا ہوں کہ یہ جہان احمقوں کا ہے۔ یہاں احمق سارے اور عقلمند کوئی۔ اللہ تعالےٰ مجھے اور آپ کو اس کی تربیت سے فائدہ اُٹھانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا الہ العالمین۔

دو چیزوں کی ضرورت

اپنے آپ کو انسان بنانے کے لئے دو چیزوں کی ضرورت ہے۔ ۱۔ قرآن مجید کی تعلیم۔ ۲۔ اللہ والوں کی صحبت

صحبت کا حکم

اللہ تعالےٰ نے صحبت کا ہمیں حکم دیا ہے وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ وَلَا تَعْدُ عَيْنٰكَ عَنْهُمْ ۚ تُرِيْدُ زِيْنَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ الاٰیہ (سورۃ الکہف ع ۴ ۔ پ ۱۵)۔ (ترجمہ۔ تو ان لوگوں کی صحبت میں رہ جو صبح اور شام اپنے رب کو پکارتے ہیں۔ اسی کی رضامندی چاہتے ہیں۔ اور تو اپنی آنکھوں کو ان سے نہ ہٹا کہ تو دنیا کی زندگی کی زینت تلاش کرنے لگ جائے۔

حلقۂ ذکر

میں جو احباب ہمیشہ شامل ہوتے ہیں وہ خود غور کریں کہ پہلے کیا تھے اور اب کیا ہیں۔ خیالات اور اعمال میں کتنی تبدیلی آئی ہے۔ اگر مثلاً پہلے سینما روز جاتے تھے تو اب درس اور ذکر قضا کرنے کو دل نہیں چاہتا۔

ہر چیز میں تاثیر ہے

اگر خشخاش کے دانہ کے برابر کونین میں تاثیر ہے۔ اگر نمک کے ذرہ میں تاثیر ہے۔ تو کیا اللہ تعالےٰ کے نام میں تاثیر نہیں ہے۔ اللہ تعالےٰ کے نام میں بڑی تاثیر ہے۔ درس اور ذکر میں ہمیشہ آنیوالے خود گواہ ہیں کہ اللہ تعالےٰ کے نام میں کتنی تاثیر ہے۔ قرآن مجید کانٹا بدل دیتا ہے۔ جن کی زندگی کی گاڑی جہنم کی لائن پر سرپٹ دوڑی جا رہی تھی۔ قرآن مجید نے کانٹا بدل کر ان کی زندگی کی گاڑی کو جنت کی لائن پر چلا دیا۔ قرآن مجید خود نہیں بولتا۔ بولتا قرآن دان ہے۔ لیکن کانٹا قرآن مجید کی برکت سے بدلتا ہے۔

اللہ تعالےٰ کے دروازہ

پر جو اخلاص سے آتے ہیں۔ وہ ان کو خالی نہیں لوٹاتا۔ جو نہیں آتے۔ اللہ تعالےٰ ان کو دینے نہیں جانتے۔ یہ اللہ تعالےٰ کی رحمت ہے کہ وہ مجھے اور آپ کو اپنے دروازہ پر بلاتا ہے۔ وہ مقلب القلوب ہے۔ جس سے راضی ہو اس کا رُخ اپنے دروازہ کی طرف پھیر دیتا ہے۔ جس سے ناراض ہو اس کو اپنے دروازہ سے ہٹا دیتا ہے۔

دعا

اللہ تعالےٰ مجھے اور آپ کو استقامت عطا فرمائے۔ اپنے دروازہ پر مرتے دم تک آنے اور قرآن مجید سننے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا الہ العالمین

جامعہ عثمانیہ (رجسٹرڈ) کا جلسہ

پیر محل۔ جامعہ عثمانیہ اہل سنت والجماعت رجسٹرڈ کا سالانہ جلسہ ۱۵۔ ۱۶۔ ۱۷۔ اپریل ۱۹۶۰ء کو ہوگا۔ جس میں علماء شرکت کریں گے۔ احباب تاریخ نوٹ فرما لیں۔

محمد صدیق ربانی۔ خادم جامعہ عثمانیہ (رجسٹرڈ) پیر محل

از جناب محمد شفیع عمر الدین ٹھٹھہ

اجر

اگر مرد ہو یا عورت اگر ایماندار ہے عمل صالح بجا لاتا ہے۔ نیکی کرتا رہتا ہے۔ اللہ سے ڈرتا رہتا ہے۔ صبر اختیار کرتا ہے۔ عبادت میں لگا رہتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اسکی بڑی قدر کرتا ہے۔

ایمان

پہلا وصف جو ہر انسان کیلئے فرض عین ہے۔ وہ ہے ایمان لانا۔

(۱) وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِيْعَ اِيْمَانَكُمْ

البقرہ آیت ۱۴۳ ع ۱۷ پ ۲۔ ترجمہ۔ اور اللہ تعالیٰ تمہارے ایمان کو ضائع نہیں کریگا یعنی ایماندار جو ہر امتحان میں پورے اترتے ہیں۔ ان کا بڑا درجہ ہے۔ ایماندار اس بات کا یقین رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول کے ہر حکم میں عین حکمت اور ہماری بھلائی پوشیدہ ہے۔ خواہ یہ باتیں ہماری سمجھ میں آئیں یا نہ آئیں۔

دیکھئے اول نماز بیت المقدس کی طرف منہ کرکے پڑھنے کا حکم تھا۔ پھر ہمیشہ کیلئے بیت اللہ شریف کی طرف رُخ کرکے نماز پڑھنے کا حکم صادر ہوا۔ اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار بندوں نے دونوں حکموں پر بخوشی عمل کرکے دکھلا دیا۔

(۲) اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اِنَّا لَا نُضِيْعُ اَجْرَ مَنْ اَحْسَنَ عَمَلًا ۚ سورۃ الکہف آیت ۳۰ ع ۱۴ پ ۱۵۔ ترجمہ بیشک جو لوگ ایمان لائے اور اچھے کام کئے۔ ہم بھی ان کا اجر ضائع نہیں کریں گے۔

حاصل یہ نکلا کہ ایمان کا عملی ثبوت اعمال صالح بجا لاکر دینا ہوگا۔ ان اوصاف والوں کی بڑی قدر دانی ہوگی۔ جنت ان کا ٹھکانا ہوگا۔

اعمال صالح وہ اعمال ہیں جو قرآن کریم اور حدیث شریف کے مطابق ہوں۔ اعمال صالح بجا لانے میں اول فرائض کا بہت خیال رکھا جائے اور فرائض ہرگز چھوٹنے نہ پائیں۔ مثلاً پنجگانہ نماز فرض ہے۔ رمضان شریف کے روزے فرض ہیں۔ زکوٰۃ فرض ہے۔ مالدار پر زندگی میں ایک بار حج فرض ہے۔ ان سب فرائض کے بجا لانے میں بڑی کوشش کریں۔ فرائض کے بعد نوافل ہیں۔ جس قدر ہمت ہو بجا لائیں۔ مگر یہ بات ہرگز نہ کریں کہ فرائض تو ترک ہو جائیں۔ اور نوافل کے اہتمام میں لگے رہیں۔ دونوں کا خیال اپنے اپنے درجے پر رکھیں۔

(۳) فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ اَنِّيْ لَآ اُضِيْعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى ۚ (آل عمران ۱۹۵ ع ۲۰ پ ۴)

ترجمہ۔ پھر ان کے رب نے ان کی دعا قبول کی کہ تم میں سے کسی کام کرنے والے کا کام ضائع نہیں کرونگا خواہ مرد ہو یا عورت یعنی رشد و ہدایت پر جو چلے گا اور اعمال صالح بجا لائے گا۔ اسکی بڑی قدردانی کی جائے گی۔ اعمال صالح کا بدلہ بڑھ چڑھ کر ملے گا۔ اس میں مرد یا عورت کی تخصیص نہیں۔ ثواب اور اجر ہر ایک کے لئے یکساں ہے۔

نیکوکار

وَكَذٰلِكَ مَكَّنَّا لِيُوْسُفَ فِى الْاَرْضِ يَتَبَوَّاُ مِنْهَا حَيْثُ يَشَآءُ ۚ نُصِيْبُ بِرَحْمَتِنَا مَنْ نَّشَآءُ وَلَا نُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ (یوسف آیت ۵۶ ع ۷ پ ۱۲) ترجمہ۔ اور ہم نے اس طور پر یوسف کو اس ملک میں با اختیار بنا دیا کہ اس میں جہاں چاہے رہے۔ ہم جس پر چاہیں اپنی رحمت متوجہ کر دیں۔ اور نیکی کرنے والوں کا اجر ضائع نہیں کرتے۔

حاصل کلام۔ احسان کرنیوالوں کی محنت ضائع نہیں جاتی۔ حضرت یوسف علیہ السلام کو اپنے بھائیوں کی طرف سے جو تکالیف پہنچیں برداشت کیں۔ شفیق باپ کی جدائی سہی۔ قید قبول کی۔ مگر امراۃ العزیز (عزیز کی بیوی) کی طرف خیانت کی نگاہ تک نہ اٹھائی اللہ تعالیٰ نے دنیا میں آپ کو یہ اجر دیا کہ مصر کی حکومت پر آپ کو قدرت عطا فرما دی۔ جو بھلائی اور نیکی کا راستہ اختیار کرے خدا اس کو دنیا میں میٹھا پھل دیتا ہے۔ خواہ ثروت و حکومت ہو یا لذت و عیش حیات طیبہ اور غنائے قلبی ہو۔ حضرت یوسف علیہ السلام کو یہ سب چیزیں عنایت فرمائیں۔ رہا آخرت کا اجر سو وہ ایک ایماندار و پرہیزگار کے لئے دنیا سے کہیں بہتر ہے۔ (حضرت مولانا عثمانیؒ)

صابر

(۱) قَالَ اَنَا يُوْسُفُ وَهٰذَآ اَخِىْ ۡ قَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا ۭ اِنَّهٗ مَنْ يَّتَّقِ وَيَصْبِرْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ (سورہ یوسف ۹۰ ع ۱۰ پ ۱۳) ترجمہ۔ کہا۔ میں ہی یوسف ہوں اور یہ میرا بھائی ہے۔ اور اللہ نے ہم پر احسان کیا۔ بیشک جو اللہ سے ڈرتا ہے تو اللہ بھی نیکوں کا اجر ضائع نہیں کرتا۔

حضرت شاہ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "جس پر تکلیف پڑے اور وہ شرع سے باہر نہ ہو اور وہ گھبراوے نہیں تو آخر بلا سے زیادہ عطا ملے۔"

حاصل یہ نکلا کہ (۱) تقوے اور (۲) صبر کا دامن مصائب اور تکالیف میں نہ چھوڑے۔ یہی نیکوکاروں کا طرز عمل ہے۔ نیکوکاروں کے لئے دنیا و آخرت میں بڑا اجر ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام کی سرگزشت یہ حقیقت بالکل واضح کرتی ہے "جدائی کو ملاپ سے، ذلت کو عزت سے، تکلیف کو راحت سے، تنگی کو عیش سے بدل دیا۔ جو غلام بنا کر چند دراہم میں فروخت کیا گیا تھا۔ آج خدا نے ملک مصر کی حکومت بخشی۔" (حضرت مولانا عثمانیؒ)

(۲) وَاصْبِرْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ (ھود آیت ۱۱۵ ع ۱۰ پ ۱۲)

ترجمہ۔ اور صبر کر بے شک اللہ نیکی کرنیوالوں کا اجر ضائع نہیں کرتا ہے۔

تا شوی در روزگار از صابراں
غم مکن از دیدن سختی گراں

(حضرت عطارؒ)

نمازی

وَالَّذِيْنَ يُمَسِّكُوْنَ بِالْكِتٰبِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ ۭ اِنَّا لَا نُضِيْعُ اَجْرَ الْمُصْلِحِيْنَ ۝ (الاعراف آیت ۱۷۰ ع ۲۱ پ ۹) ترجمہ۔ اور جو لوگ کتاب کے پابند ہیں۔ اور نماز کی پابندی کرتے ہیں۔ بےشک ہم نیکی کرنے والوں کا ثواب ضائع نہیں کریں گے۔

اس مقام پر تین اوصاف بیان فرمائے ہیں۔

(۱) کتاب اللہ (قرآن کریم) پر عمل کرنا۔

(۲) نماز کو پابندی کے ساتھ ادا کرنا۔

(۴) نیکوکار بننا۔

پھر جناب باری تعالیٰ عزوجل ان مومنوں کی تعریف کرتا ہے جو کتاب خدا پر قائم ہیں اور اس کتاب کی رہنمائی کے مطابق اس پیغمبر آخرالزمان صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع کرتے ہیں۔ کلام خدا پر جم کر عمل کرتے ہیں۔ احکام خدا کو دل سے مانتے ہیں اور بجا لاتے ہیں۔ اس کے منع کردہ کاموں سے رک جاتے ہیں۔ نماز کو پابندی۔ دلچسپی خشوع اور خضوع سے ادا کرتے ہیں۔ حقیقتاً یہی لوگ اصلاح پر ہیں۔ اور ناممکن ہے کہ ان نیک اور پاکباز لوگوں کا بدلہ اللہ تعالےٰ ضائع کر دے۔" (ابن کثیر)

(اللھم اجعلنا منھم)

نماز ضائع کرنے والوں کے بارے میں باری تعالےٰ نے فرمایا

فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ أَضَاعُوا الصَّلَاةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوَاتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا (سورۃ مریم آیت ۵۹-ع ۴-پ ۱۶)۔ ترجمہ۔ پھر ان کی جگہ ایسے ناخلف آئے۔ جنہوں نے نماز ضائع کی اور خواہشوں کے پیچھے پڑ گئے۔ پھر عنقریب گمراہی کی سزا پائیں گے۔ ان کے اسلاف کی یہ حالت تھی۔ کہ وہ اللہ اللہ کرنے والے تھے۔ ان ناخلفوں کا حال حضرت شیخ الاسلام شبیر احمد عثمانیؒ کی زبانی سنئیے۔

"وہ تو اگلوں کا حال تھا۔ یہ پچھلوں کا ہے کہ دنیا کے مزوں اور نفسانی خواہشات میں پڑ کر خدا تعالےٰ کی عبادت سے غافل ہو گئے۔ ہر ایک درجہ بدرجہ اپنی گمراہی کو دیکھ لے گا۔ کہ کیسے خسارے اور نقصان کا باعث بنتی ہے اور کس طرح کی بدترین سزا میں پھنساتی ہے۔ حتیٰ کہ ان میں سے بعض کو جہنم کی اس بدترین وادی میں دھکیلا جائے گا۔ جس کا نام ہی "غی" ہے"۔

اب دوزخ سے بچنے کا طریقہ بھی سن لیجئے۔

"مگر جس نے توبہ کی اور ایمان لایا اور نیک کام کئے۔ سو وہ بہشت میں داخل ہوں گے۔ اور ان کا ذرا نقصان نہ کیا جائے گا"۔

مجاہد

مَا كَانَ لِأَهْلِ الْمَدِينَةِ وَمَنْ حَوْلَهُمْ مِّنَ الْأَعْرَابِ أَنْ يَّتَخَلَّفُوا عَنْ رَّسُولِ اللّٰهِ وَلَا يَرْغَبُوا بِأَنْفُسِهِمْ عَنْ نَّفْسِهِ ذٰلِكَ بِأَنَّهُمْ لَا يُصِيبُهُمْ ظَمَأٌ وَّلَا نَصَبٌ وَّلَا مَخْمَصَةٌ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَلَا يَطَئُونَ مَوْطِئًا يَّغِيظُ الْكُفَّارَ وَلَا يَنَالُونَ مِنْ عَدُوٍّ نَّيْلًا إِلَّا كُتِبَ لَهُمْ بِهٖ عَمَلٌ صَالِحٌ إِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيعُ أَجْرَ الْمُحْسِنِينَ (التوبہ ۱۲۰-ع ۱۵-پ ۱۱)۔ ترجمہ۔ مدینہ والوں اور ان کے آس پاس دیہات کے رہنے والوں کو یہ مناسب نہیں تھا۔ کہ اللہ کے رسول سے پیچھے رہ جائیں اور نہ یہ کہ اپنی جانوں کو اس کی جان سے زیادہ عزیز سمجھیں۔ یہ اس لئے کہ انہیں اللہ کی راہ میں جو تکلیف پہنچتی ہے۔ پیاس کی یا ماندگی کی۔ یا بھوک کی یا وہ ایسی جگہ چلتے ہیں جو کافروں کے غصہ کو بھڑکائے۔ یا کافروں سے کوئی چیز چھین لیتے ہیں۔ ہر بات پر ان کے لئے عمل صالح لکھا جاتا ہے۔ بے شک اللہ نیکی کرنے والوں کا اجر ضائع نہیں کرتا۔

"یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تکلیفیں اٹھائیں اور ہم آرام سے بیٹھے رہیں۔ ایسا نہیں چاہیئے۔ حدیث میں ہے کہ ابوخثیمہ رضی اللہ عنہ بھی غزوۂ تبوک میں پیچھے رہ گئے تھے۔ حضورؐ کی روانگی کے بعد باغ میں گئے۔ وہاں خوشگوار سایہ تھا۔ حسین و جمیل بیوی سامنے تھی۔ اس نے پانی چھڑک کر زمین کو خوب ٹھنڈا کر دیا۔ چٹائی کا فرش کیا تازہ کھجور کے خوشے سامنے رکھے۔ اور سرد و شیریں پانی حاضر کیا۔ یہ سامان عیش دیکھ کر دفعتہً ابوخثیمہؓ کے دل میں بجلی سی دوڑ گئی۔ بولے تف ہے اس زندگی پر کہ میں خوشگوار سائے ٹھنڈے پانی اور باغ و بہار کے مزے لوٹ رہا ہوں اور خدا کا محبوب پیغمبرؐ ایسی سخت لُو اور گرمی و تشنگی کے عالم میں کوہ و بیابان طے کر رہا ہے۔ یہ خیال آتے ہی سواری منگائی تلوار حمائل کی۔ نیزہ سنبھالا اور حضورؐ کے نقش قدم پر چل نکلے۔ اونٹنی تیز ہوا کی طرح چل رہی تھی۔ آخر لشکر کو جا پکڑا۔ حضورؐ نے دور سے دیکھ کر فرمایا کہ کوئی اونٹنی سوار ریت کے ٹیلے قطع کرتا چلا آ رہا ہے۔ فرمایا "کُنْ اَبَا خَیْثَمَہ" (ہو جا ابوخثیمہؓ) تھوڑی دیر میں سب نے دیکھ لیا کہ وہ ابوخثیمہؓ ہی تھے۔ رضی اللہ عنہ وعن سائر الصحابہ ورضوا عنہ۔ یعنی باوجودیکہ ان میں سے اکثر چیزیں (مثلاً بھوک پیاس لگنا یا تکلیف پہنچنا) اختیاری کام نہیں ہیں تاہم نیت جہاد کی برکت سے ان غیر اختیاری چیزوں کے مقابلہ میں اعمال صالحہ ان کی فرد حسنات میں درج کر دیئے جائیں گے۔ جن پر خدا اجر نیک مرحمت فرمائے گا"۔ (حضرت مولانا شبیر احمد عثمانیؒ)

شہید

يَسْتَبْشِرُونَ بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ وَّأَنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيعُ أَجْرَ الْمُؤْمِنِينَ (آل عمران ۱۷۱ ع ۱۷-پ ۴)۔ ترجمہ۔ اللہ کی نعمت اور فضل سے خوش ہوتے ہیں اور اس بات سے کہ اللہ ایمانداروں کا اجر ضائع نہیں کرتا۔

اس جگہ شہیدوں کی دوسرے جہان کی زندگی کا بیان ہے۔ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

"شہیدوں کو مرنے کے بعد ایک طرح کی زندگی ہے کہ اور مُردوں کو نہیں۔ کھانا پینا اور عیش اور خوشی پوری ہے۔ اوروں کو قیامت کے بعد ہوگی"۔

اطلاع

مبلغ یکصد (۱۰۰) روپیہ انعام

ایک شخص بنام غلام محمد سکنہ سکا اٹہ ضلع کیمبلپور جو مورخہ ۹ر مارچ ۱۹۵۸ء مطابق ۱۷ر شعبان ۱۳۷۷ھ سے جامعہ عربیہ سراج العلوم سرگودھا کا سفیر بن کر کاپی ۵۸ء رسید نمبر ۵۷۰۱ تا ۵۸۰۰ لے گیا ہے۔

جسکی عمر ۵۰ سال رنگ گندمی دو دو انگل داڑھی قد تقریباً چار ساڑھے چار فٹ ہے جس صاحب کو ملے یا جس کو علم ہو یا جو صاحب چندہ کرتے وقت دیکھ لے اسکی فوراً اطلاع ہمیں دیں اس کو مبلغ یکصد روپیہ انعام دیا جائے گا۔ اور شکریہ ادا کیا جائے گا۔

المعلن (مفتی) محمد شفیع مہتمم جامعہ عربیہ سراج العلوم سرگودھا

سرزمین سجاول پر علم وعرفان کی بارش

مولانا احتشام الحق صاحب کی رُوح پرور تقریریں

جنوبی سندھ کے عظیم شہر "سجاول" میں کئی عظیم الشان تبلیغی اور اسلامی جلسے ہوئے۔ جس میں عمائدین شہر کے علاوہ گرد و پیش کے عوام اور زمینداروں نے بڑی تعداد میں شرکت کی۔

یہ جلسے شہر کے نیک دل "تاجروں" نے منعقد کرائے تھے۔ شہر کی طرف سے حضرت مولانا احتشام الحق صاحب تھانوی کو عالمانہ سپاسنامہ پیش کیا گیا۔ یہ سپاسنامہ شہر کے مشہور عالم دین حضرت مولانا عبداللہ صاحب میمن مہتمم مدرسہ دارالفیوض ہاشمیہ سجاول نے پیش کیا۔ جس میں مولانا احتشام الحق صاحب کے تبلیغی اور اسلامی خدمات کو سراہتے ہوئے ان کا شکریہ ادا کیا جو انہوں نے اپنے مصروف لمحات کی قربانی دے کر سجاول جیسے دور دراز شہر میں نزول اجلال فرمایا تھا۔ دوسرے دن دوپہر کے بعد سندھ کے عظیم الشان دینی درسگاہ مدرسہ دارالفیوض ہاشمیہ سجاول کی جانب سے انہیں ایڈریس دی گئی جس میں مدرسہ کے مہتمم مولانا عبداللہ صاحب میمن نے دینی مدارس کی اہمیت اور ان کی اسلامی خدمات کی تاریخ بیان کرتے ہوئے موجودہ انصاف پسند حکومت سے اپیل کی کہ وہ انکی تعاون اور خبرگیری سے غافل نہ رہے اور نیز مولانا احتشام الحق صاحب سے استدعا کی گئی کہ وہ مدرسہ کی تعلیمی بورڈ کے مشاورتی کمیٹی کی رکنیت قبول کریں۔ چنانچہ مولانا نے رکنیت بطیب خاطر قبول کی اور مدرسہ کا معائنہ کرتے ہوئے مدرسہ کی وزیٹرس بک پر تحریر فرمایا کہ "مدرسہ ہاشمیہ" جو نصف صدی سے ملک و ملت کی بہترین خدمات انجام دے رہا ہے اس کی زیارت کرکے مجھے بڑی مسرت ہوئی اور میں یہاں حاضر ہونے کو زندگی کی ایک بڑی سعادت سمجھتا ہوں نیز عمائدین شہر اور عوام سے اپیل کی کہ وہ اپنی تہذیب و ثقافت کے ایسے عمدہ یادگار کی پوری قوت سے حفاظت کریں۔

تیسرا عظیم الشان جلسہ وسط شہر میں منعقد ہوا۔ جس کی صدارت بھی مولانا حاجی عبداللہ صاحب نے کی۔ اس اجلاس میں مولانا نے تقوٰے توحید فکر آخرت اور اسلامی زندگی اور اتحاد کے متعلق ایمان افروز تقریر فرمائی جس میں شہریوں کے علاوہ معزز افسران بھی تھے۔ مولانا احتشام الحق کے بعد سندھ کے مشہور و اعظم الاسلام مولانا قاری عزیز احمد صاحب ٹھیڑھی والے نے تقریر کی سجاول کی شہری زندگی کی تاریخ میں یہ عظیم الشان تبلیغی جلسے یادگار رہیں گے۔ مولانا دو دن قیام فرما ہوئے اس اجلاس میں دارالعلوم ٹھیڑی کے علاوہ مدرسہ مظہر العلوم کھڈہ کراچی سے مولانا الہ ودایہ صاحب بروہی اور فارسی اور عربی کے مشہور ادیب اور اہل قلم مولانا محمد صاحب بنوی بھی تشریف فرما ہوئے۔

باہر سے آنے والے معزز علماء سجاول کے باشندہ خصوصاً سیٹھ سلیمان سیٹھ حاجی وریام اور مولانا عبدالغفور صاحب میمن کی خوش خلقی۔ مہمان نوازی اور حسن سلوک سے بہت متاثر ہوئے

(مولوی محمد عمر ناظم مدرسہ ہاشمیہ سجاول)

انصاف

اللہ کا حکم - اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِيْتَآئِ ذِي الْقُرْبٰى وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ (پ ۱۴ - النحل) ترجمہ (مسلمانو!) اللہ انصاف کرنیکا حکم دیتا ہے اور (لوگوں کے ساتھ) احسان کرنے کا اور قرابت والوں کو مالی امداد دینے کا اور بے حیائی کے کاموں اور ناشائستہ حرکتوں اور ایکدوسرے پر زیادتی کرنے سے منع فرماتا ہے۔ تم لوگوں کو نصیحتیں کرتا ہے کہ تم ایسی باتوں کا خیال رکھو۔

ایک واقعہ - قیصر روم نے اپنا ایک سفیر حجاز بھیجا تاکہ وہ حضرت عمرؓ کے حالات سے اُسے مطلع کرے۔ جب وہ مدینہ پہنچا تو لوگوں سے پوچھا

تمہارا بادشاہ کہاں ہے؟

لوگوں نے جواب دیا۔

ہمارا کوئی بادشاہ نہیں۔ ہاں سردار ضرور ہے لیکن اس وقت وہ مدینہ کے باہر مضافات میں کہیں گیا ہوا ہے۔ سفیر حضرت عمرؓ کو تلاش کرتا ہوا شہر سے باہر نکل گیا۔ ایک جگہ اس نے دیکھا کہ حضرت عمرؓ زمین پر دھوپ میں سو رہے ہیں۔ ان کے جسم کے نیچے ریت گرم ہے۔ چادر کا تکیہ بنا رکھا ہے۔ اور پیشانی سے پسینہ کے قطرے ٹپک رہے ہیں جو ریت میں گر کر جذب ہو رہے ہیں۔ سفیر نے حضرت عمرؓ کو اس حالت میں دیکھا۔ تو اس پر دہشت طاری ہوگئی کہ ایسا شخص جس سے قیصر و کسرٰے کے بادشاہ کانپتے ہیں اس حالت میں ہے۔ اس نے کہا کہ اے عمرؓ تو انصاف کرتا ہے۔ لہذا بے فکروں کی نیند سوتا ہے اور ہمارے بادشاہ ظلم کرتے ہیں اس لئے ان کو ہر وقت پریشانی رہتی ہے۔

چنانچہ دوسری جگہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں وَاِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْكُمُوْا بِالْعَدْلِ اِنَّ اللّٰهَ نِعِمَّا يَعِظُكُمْ بِهٖ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ سَمِيْعًا بَصِيْرًا (پ ۵ نساء) ترجمہ اور جب لوگوں کے باہمی جھگڑے کا فیصلہ کرنے لگو تو انصاف کے ساتھ فیصلہ کرو اور جو تم کو نصیحت کرتا ہے (تمہارے حق میں) بہت اچھی ہے۔ اس میں شک نہیں اللہ سب کچھ سنتا اور جانتا ہے۔

حضرت عمرؓ کا انصاف - ایک عیسائی بادشاہ مسلمان ہوگیا۔ وہ ایام حج میں حج کے لئے آیا۔ وہ جب خانہ کعبہ میں طواف کر رہا تھا تو اسکی چادر سے ایک اعرابی الجھ گیا۔ بادشاہ نے فوراً اس کے منہ پر طمانچہ رسید کیا۔ اعرابی سیدھا حضرت عمرؓ کی خدمت میں حاضر ہوا حضرت عمرؓ نے بادشاہ کو طلب کیا۔ اس سے دریافت کیا کہ کیا معاملہ ہے بادشاہ نے کہا ۵۴

۵۴ ہاں اسکی شکایت بجا ہے۔ میں نے اس کو مارا ہے۔ حضرت عمرؓ نے کہا وہ بادشاہ کو طمانچہ مار کر اپنا بدلہ لے سکتا ہے لیکن اتنا جتنا بادشاہ نے وار کیا تھا۔ یہ سُنکر بادشاہ کو تعجب ہوا۔ اس نے کہا میں ایک بادشاہ ہوں اور یہ ایک بازاری آدمی ہے یہ مجھے کیسے مار سکتا ہے۔ کیا میں اور یہ برابر ہیں۔ حضرت عمرؓ نے کہا اسلام کی نگاہ میں بادشاہ اور رعیت میں کوئی فرق نہیں سب برابر ہیں۔ بادشاہ نے کہا اچھا کل تک مجھے مہلت دیجئے۔ مہلت مل گئی اس مہلت سے فائدہ اٹھا کر وہ قیصر روم کے پاس بھاگ گیا وہاں پہنچ کر وہ مرتد ہوگیا۔ لیکن کچھ عرصہ کے بعد اپنی اس حرکت پر وہ نادم ہوا۔ حضرت عمرؓ نے یہ گوارا کر لیا کہ ایک ۵۴

۵۴ بادشاہ وقت اسلام سے روگرداں ہوجائے۔ لیکن یہ گوارا نہیں کیا کہ ایک فقیر مسلمان پر ظلم ہو۔ کیا عدل و انصاف کی بہتر مثال دنیا کی تاریخ میں کہیں مل سکتی ہے۔

از جناب ایم عبدالرحمن صاحب لدھیانوی شیخوپورہ

طریقِ دعوت اِلَی الحق

فریضۂ تبلیغ کی انجام دہی

(۱) "اے رسولؐ! جو تجھ پر تیرے رب کی طرف سے اترا۔ اس کو (دوسروں تک) پہنچا دے اور اگر تو نے ایسا نہ کیا۔ تو تو نے اس کا پیغام کچھ نہ پہنچایا اور اللہ تجھ کو لوگوں سے بچائے گا۔ بے شک اللہ کافروں کو راستہ نہیں دکھلاتا"

پ۶ ۔ ع ۱۴۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیس بائیس سال تک جس بے نظیر اولوالعزمی جانفشانی مسلسل جدوجہد اور صبر و استقلال سے فرض رسالت و تبلیغ کو ادا کیا۔ وہ اسکی واضح دلیل تھی کہ آپ کو دنیا میں ہر چیز سے بڑھ کر اپنے فرض منصبی (رسالت و بلاغ) کی اہمیت کا احساس تھا آپ اپنا فرض ادا کئے جائیں۔ خدا آپکی جان عزت اور آبرو کی حفاظت فرمانے والا ہے۔ وہ تمام روئے زمین کے دشمنوں کو بھی آپ کے مقابلہ میں کامیابی کی راہ نہ دکھلائے گا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس ہدایت ربانی اور آئین آسمانی کے موافق امت کو ہر چھوٹی بڑی چیز کی تبلیغ کی۔ نوع انسانی کے عوام و خواص میں سے جو بات جس طبقہ کے لائق اور جس کی استعداد کے مطابق تھی۔ آپ نے بلا کم و کاست اور بے خوف و خطر پہنچا کر خدا کی حجت بندوں پر تمام کر دی۔

(۲) اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَۃِ وَالْمَوْعِظَۃِ الْحَسَنَۃِ وَ جَادِلْھُمْ بِالَّتِیْ ھِیَ اَحْسَنُ ط

پ ۱۴ ۔ ع ۲۲ ۔

ترجمہ۔ (اے نبیؐ) اپنے رب کے راستے کی طرف دانشمندی اور عمدہ نصیحت سے بلا اور ان سے پسندیدہ طریقہ سے بحث کر۔

(مطلب) خود پیغمبر علیہ السلام کو اللہ تعالے تعلیم دیتا ہے کہ لوگوں کو راہ راست پر کس طرح لانا چاہیئے۔ اسکے تین طریقے بتلائے۔

(۱) حکمت۔ اس سے مراد نہایت پختہ اور اٹل مضامین، مضبوط دلائل و براہین کی روشنی میں حکیمانہ انداز سے پیش کیے جائیں۔ جن کو سُن کر فہم و ادراک اور علمی ذوق رکھنے والا طبقہ گردن جھکا سکے۔ دنیا کے خیالی فلسفے اس کے سامنے ماند پڑ جائیں اور کسی قسم کی علمی و دماغی ترقیات وحی الہی کی بیان کردہ حقائق کا ایک شوشہ تبدیل نہ کر سکیں۔

(۲) موعظت حسنہ سے مراد مؤثر نصیحتیں ہیں۔ جن میں نرم خوئی کی رُوح بھری ہو۔ اخلاص ہمدردی اور شفقت و حسنِ اخلاق سے خوبصورت اور معتدل پیرایہ میں جو نصیحت کی جاتی ہے۔ بسا اوقات پتھر سے دل بھی موم ہو جاتا ہے۔ مردہ قوم میں جان پڑ جاتی ہے۔ ایک مایوس و پژمردہ قوم جھرجھری لے کر کھڑی ہو جاتی ہے۔ لوگ ترغیب و ترہیب کے مضامین سُن کر منزل مقصود کی طرف بے تابانہ دوڑنے لگتے ہیں اور بالخصوص جو زیادہ ذکی و فہیم اور اعلےٰ دماغ نہیں ہوتے۔ مگر طلب حق کی چنگاری سینہ میں رکھتے ہیں۔ ان میں مؤثر وعظ اور پند سے عمل کی ایسی سپٹیم بھری جا سکتی ہے۔ جو بڑی اونچی عالمانہ تحقیقات کے ذریعہ سے ممکن نہیں۔

جِدَال بِالَّتِیْ ھِیَ اَحْسَنُ

ہاں دنیا میں ہمیشہ سے ایک ایسی جماعت بھی موجود رہی ہے۔ جس کا کام ہر چیز میں الجھنا اور بات بات میں حجتیں نکالنا اور کج بحثی کرنا ہے۔ یہ لوگ نہ حکمت کی باتیں قبول کرتے ہیں نہ وعظ و نصیحت سنتے ہیں۔ بلکہ چاہتے ہیں کہ ہر مسئلہ میں بحث و مناظرہ کا بازار گرم ہو۔ بعض اوقات اہل فہم و انصاف اور طالبین حق کو بھی شبہات گھیر لیتے ہیں اور بغیر بحث کے تسلی نہیں ہوتی۔ اس لئے وَجَادِلْھُمْ بِالَّتِیْ ھِیَ اَحْسَنُ فرما دیا۔ کہ اگر ایسا موقعہ پیش آئے تو بہترین طریق سے تہذیب و شائستگی حق شناسی اور انصاف کے ساتھ بحث کرو اپنے حریف مقابل کو الزام دو تو بہترین اسلوب سے دو۔ خواہ مخواہ دل آزار اور جگر خراش باتیں مت کرو۔ جن سے قضیہ بڑھے اور معاملہ طول کھینچے، مقصود سمجھانا اور حق کا اظہار ہونا چاہیئے۔ خشونت، بد اخلاقی، سخن پروری اور ہٹ دھرمی سے کچھ نتیجہ نہیں نکلتا۔

دعوت و تبلیغ میں استقلال

تم کو طریق دعوت و تبلیغ میں خدا کے بتلائے ہوئے راستہ پر چلنا چاہیئے۔ اس فکر میں پڑنے کی ضرورت نہیں کہ کس نے مانا اور کس نے نہیں مانا۔ نتیجہ تو خدا کے سپرد کرنا چاہیئے۔ وہی راہ پر آنیوالوں اور نہ آنے والوں کے حالات کو بہتر جانتا ہے۔ جیسا مناسب ہو گا ان سے معاملہ کریگا۔

دعوت و تبلیغ کی راہ میں اگر تم کو سختیاں اور تکلیفیں پہنچائی جائیں تو صبر کرنا چاہیئے۔ کیونکہ صبر کا مقام بہت بلند تر ہے۔ اگر صبر کرو گے تو اس کا نتیجہ تمہارے حق میں اور دیکھنے والوں کے بلکہ خود زیادتی کرنے والوں کے حق میں بہتر ہو گا۔ مظالم و شدائد پر صبر کرنا آسان نہیں۔ خدا ہی مدد فرمائے تو ہو سکتا ہے کہ آدمی ظلم سہتا رہے اور اُف نہ کرے۔

انسان جس قدر خدا سے ڈر کر تقوے پرہیزگاری اور نیکی اختیار کرے گا۔ اسی قدر خدا کی امداد و اعانت اس کے ساتھ ہو گی۔ سو ایسے لوگوں کو کفار کے مکر و فریب سے تنگدل اور غمگین ہونے کی کوئی وجہ نہیں۔ (حضرت مولانا عثمانیؒ)

مختلف درجات کے لوگوں کو تبلیغ

دنیا میں بعض آدمی اعلےٰ درجہ کے دانا اور کملا جن کا مقصود اصلی یقینیات کا دلائل قطعیہ سے حاصل کرنا ہے۔ سو ان کی دعوت بالحکمت ہوتی ہے۔ دلائل قطعیہ یقینیہ کے ساتھ ان کے دل میں عقائد و اعمال صالحہ کی رغبت پیدا کرنا۔ یہ ضروری نہیں کہ دلائل قواعد منطقیہ پر مبنی ہوں یا نہ ہوں بلکہ ان کے فہم و استعداد کے موافق ہوں۔ اور بعض درجہ دوم کے لوگ ہوتے ہیں سو ان کو بالموعظۃ الحسنۃ دعوت ہوتی ہے اور دلائل موعظت حسنہ وہ ہیں جو لطف و نرمی کے پیرایہ میں ادا کی جاتی ہیں۔

ہدایت اور ضلالت اللہ کے ہاتھ میں ہے، آپ اپنے رب کی راہ (یعنی دین) کی

طرف (لوگوں کو) علم کی باتوں (کے ذریعہ سے جن سے مقصود حیات مدعا ہوتا ہے) اور اچھی نصیحتوں کے ذریعہ سے (جن سے مقصود ترغیب و ترہیب و رقت قلب ہوتا ہے) بلائیے۔ اور (اگر بحث آن پڑے تو) ان کے ساتھ اچھے طریقہ سے (کہ جس میں شدت و خشونت نہ ہو) بحث کیجئے۔ بس اتنا کام آپ کا ہے۔ پھر آپ اس تحقیق میں نہ پڑیئے کہ کس نے مانا، کس نے نہیں مانا۔ کیونکہ یہ کام خدا کا ہے) بس آپ کا رب خوب جانتا ہے اس شخص کو بھی جو اس کے راستہ سے گم ہوا۔ اور وہی راہ پر چلنے والوں کو بھی خوب جانتا ہے اور (اگر کبھی کفار جدال علمی کی حد سے گزر کر جدال عملی تک پہنچ جائیں اور ہاتھ یا زبان سے ایذا پہنچائیں۔ اس میں آپ کو مع آپ کے تابعین کے بدلہ لینا بھی جائز ہے۔ رخصت ہے اور صبر کرنا بھی جائز ہے۔ کہ عزیمت ہے (پس) اگر (شق اول اختیار کرو، یعنی) بدلہ لینے لگو تو اتنا ہی بدلہ لو۔ جتنا تمہارے ساتھ برتاؤ کیا گیا ہے (اس سے زیادتی مت کرو) اور اگر (شق ثانی اختیار کرو یعنی ان کی ایذاؤں پر) صبر کرو تو وہ (صبر کرنا) صبر کرنے والوں کے حق میں بہت ہی اچھی بات ہے۔ (کہ مخالف پر بھی اچھا اثر پڑتا ہے

اقرباء کو دعوتِ اسلام

وَ اَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ ۝

پ ۱۹۔ ع ۱۵۔ ترجمہ۔ اور اپنے نزدیکی قرابتداروں کو بھی ڈراؤ۔

(مطلب) اے رسول اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈرا کر تمہارے ان بُرے افعال پر یہ آفت آنے والی ہے۔

امام بخاریؒ نے ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کوہ صفا پر چڑھ گئے۔ اور بعید کے قبائل کو پکارنا شروع کیا اے بنی عدی! یہاں تک کہ قریش کے تمام قبائل کا نام لیا اور وہ سب جمع ہوئے اور جو کوئی خود نہ آسکا۔ تو اس نے اپنے کسی آدمی کو بھیج دیا۔ پس قریش کے لوگ اور ابولہب سب آئے آپؐ نے فرمایا۔ اگر میں تم کو خبر دوں کہ تم پر چھاپہ مارنے کے لئے کوئی لشکر آ رہا ہے تو تم میری تصدیق کرو گے؟ انہوں نے کہا۔ بے شک۔ کیونکہ ہم نے بارہا تجربہ کر لیا ہے۔ کہ آپ نے کبھی کوئی جھوٹی بات نہیں کہی۔ تب آپؐ نے فرمایا۔ میں تمہیں مطلع کرتا ہوں کہ ایک سخت عذاب آنے والا ہے۔ تب ابولہب نے کہا۔ تیرے ہاتھ ہلاک ہوں۔ کیا اس لئے ہم کو جمع کیا تھا۔ بخاریؒ نے ابوہریرہؓ سے اسی امر میں یہ بھی روایت کی ہے کہ آپؐ نے فرمایا تھا کہ اے قریش! تم اپنا بندوبست آپ کر لو۔ میں تمہارے اوپر سے خدا کا عذاب دور نہیں کر سکوں گا۔ اے عبد مناف! میں خدا کے مقابلہ میں تمہارے کچھ کام نہیں آؤں گا۔ اے عباسؓ ابن عبدالمطلب! میں تیرے لئے اللہ کے مقابلے میں کچھ کار آمد نہ ہونگا۔ اے صفیہ! (رسول اللہؐ کی پھوپھی) میں تیرے لئے اللہ کے مقابلے میں کچھ کام نہ آؤں گا، اے فاطمہؓ بنت محمدؐ! تو جو چاہے۔ مجھ سے مال مانگ لے۔ لیکن خدا کے مقابلہ میں میں تیرے کچھ کام نہ آؤں گا۔

(افسوس آج ہم کو خاندانوں پر ناز ہے۔ اسی کو آخرت کا سرمایہ سمجھے بیٹھے ہیں۔ آپؐ نے لوگوں کو اللہ کا پیغام پہنچایا۔ آپ کی سچائی کو دیکھ کر کئی لوگ مسلمان ہوئے۔ لیکن خود غرض لوگوں نے آپ کی مخالفت کی۔ اور آپ کے ساتھیوں کو بہت تکلیفیں دیں۔ چنانچہ ۵ سنہ نبوی میں بہت سے مسلمان مکہ معظمہ سے ہجرت کر کے حبشہ میں چلے گئے۔ کافروں نے آپ سے تین سال قطع تعلق رکھا۔ جس کی وجہ سے آپ کو ایک گھاٹی میں جس کا نام شعب ابوطالب ہے قید کی سی زندگی بسر کرنی پڑی۔ سخت پریشانیاں اٹھائیں۔ مگر آپؐ نے اور آپؐ کے اصحابؓ نے اسلام کو نہ چھوڑا۔ اور قرآن کی تبلیغ ترک کرنے پر راضی نہ ہوئے طائف والوں نے مکہ والوں سے بڑھ کر ظلم و ستم ڈھائے۔ انہوں نے نیک سلوک کرنے کی بجائے آپ کو پتھروں سے لہولہان کیا۔ مگر آپ ہر وقت اور ہر حالت میں اللہ کی راہ میں ثابت قدم رہے۔ نہ ہمت میں کمی ہوئی نہ فرائض میں کوتاہی آئی نہ کوئی ظلم مرعوب کر سکا۔ اور نہ کوئی لالچ سچائی سے ہٹا سکا۔

آپ دعا دیتے رہے اَللّٰهُمَّ اهْدِ قَوْمِيْ اِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ اے اللہ میری قوم کو ہدایت دے۔ بیشک وہ مجھے نہیں جانتے۔

مشرکین مکہ کی مخالفت نے حضورؐ کے ارادوں میں ایک لمحہ کیلئے بھی تزلزل پیدا نہیں کیا اور آپ پوری قوت سے تبلیغ میں مشغول رہے۔ آپ بازاروں میں جاتے تو لوگوں کو مخاطب کر کے توحید الٰہی کی طرف بلاتے اور اپنی نبوت کا اعلان کرتے۔

بادشاہان وقت کے نام خطوط

برائے دعوتِ اسلام

سنہ ۶ھ میں آپ نے اکثر بادشاہوں اور والیان ملک کو خطوط لکھے۔ اور ان کو اسلام کی دعوت دی (۱) آپ کے اصحابی دحیہ کلبی نامۂ مبارک لے کر قیصر روم کے پاس گئے۔ اس نے نامۂ مبارک کی تعظیم کی اور وہ دل میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا قائل ہو گیا۔ وہ چاہتا تھا کہ مسلمان ہو جائے۔ مگر بطمع دنیا باز رہا۔ (۲) عمر ابن امیہ نجاشی بادشاہ حبشہ کے پاس نامۂ مبارک لے کر گئے۔ وہ بکمال تعظیم پیش آیا اور ایمان لایا۔ اس کا نام اصحمہ تھا۔ نجاشی شاہان حبشہ کا لقب تھا۔ (۳) حضرت حاطبؓ مقوقس بادشاہ مصر اور اسکندریہ کی طرف نامۂ مبارک لے کر گئے۔ اس نے آپ کے نامۂ مبارک کی بہت تعظیم کی اور تحائف و ہدایا آپ کو بھیجے۔ (۴) پرویز شاہ ایران کے پاس جب آپ کا نامۂ مبارک پہنچا۔ اس نے دیکھا کہ عنوان نامہ پر "مِنْ مُحَمَّدٍ رَّسُوْلِ اللّٰهِ الی کسریٰ اعظم فارس" لکھا ہوا ہے تو جھنجھلا کر نامۂ مبارک پھاڑ ڈالا اور کہا یہ کون ہے۔ جس نے اپنا نام میرے نام سے پہلے لکھا ہے۔ شیرویہ نے پرویز کو قتل کر دیا۔ آپ کی بددعا کا یہ اثر ہوا۔

از جناب محمد رحیم اللہ شریفی

کمرۂ امتحان

ھی الدنیا تقول بملاء فیھا
حذار حذار من بطشی وفتکی
فلا یغررکم حسن ابتسامی
فقولی مضحک والفعل مبکی

یہ دنیا ہے دنیا جو منہ پھلا پھلا کر کہتی ہے کہ میری گرفت اور مروڑ سے بچتے رہو۔ میرا عمدہ تبسم تمہیں دھوکہ میں نہ ڈالے میری باتیں ہنسانے والی اور کام رلانے والے ہیں۔

کل اس جگہ سے گذر ہوا۔ جہاں ہم سے پہلے لوگ اور ہمارے آباؤ اجداد آرام و چین کی نیند اور ابدی نیند سو رہے ہیں۔ یعنی "شہر خموشاں" سے جسے عرف عام میں قبرستان سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

ذرا سوچیے! اور اپنی گذشتہ زندگی کا ایک ورق الٹیے۔ کل تک جو اعزہ واقربا اور ہمارے رشتہ دار جو ہماری نگاہوں کے سامنے چلتے پھرتے تھے آج کہاں گئے؟ بڑے بڑے زور آور پہلوان جنکی کبھی دنگل میں پیٹھ زمین سے نہ لگی تھی۔ بڑے بڑے نامور۔ طبیب اور حکیم جو اپنے زمانے میں مردہ کو زندہ کر دینے کے دعویدار تھے۔ آج کہاں ہیں۔ بڑے بڑے بادشاہ جنکے رعب و داب کا ایک زمانے میں شہرہ تھا اور خدائی کے مدعی تھے۔ آج کہاں ہیں؟ زمین نگل گئی۔ آسمان کھا گیا۔

کشتی میں بڑے سے بڑا پہلوان زمین پر پیٹھ نہ لگا سکا۔ لیکن بالآخر موت کے سامنے کوئی بھی زور اور داؤ نہ چل سکا دوسروں کو زندہ کر دینے والے موت کے بیرحم ہاتھوں سے بے بس ہو کر رہ گئے۔ کوئی بھی تو دوائی نہ کر سکے۔ خدائی کے دعویدار بھی تو موت سے اپنے آپ کو نہ بچا سکے۔ موت آئی اور سب بے بس ہو کر رہ گئے۔ موت کے آگے تو کچھ بھی پیش نہ گئی۔

سب سے زیادہ محبوب اور عزیز جب اس دار فانی سے رخصت ہوا۔ اور دارالبقاء کے لئے رخت سفر باندھا تو کچھ ہی دیر بعد اپنے اس سب سے زیادہ محبوب اور چہیتے کو لے جا کر وہ گڑھے زمین میں ہزاروں من مٹی کے نیچے اپنے ہی ہاتھوں دبا کر چلے آئے اور اس پر مٹی ڈالتے وقت ذرا بھی تو رحم اور ترس نہ آیا۔

اور وہ حضرت بھی چپڑم چھڑے جس طرح اپنی اکیلی جان لے کر اس دنیا میں تشریف لائے تھے۔ ویسے ہی چلے گئے۔ نہ کچھ لائے تھے اور نہ کچھ لے گئے۔

وَلَقَدْ جِئْتُمُوْنَا فُرَادٰی کَمَا خَلَقْنٰکُمْ اَوَّلَ مَرَّۃٍ (القرآن الحکیم) اور یقیناً تم ہمارے پاس اسی طرح اکیلے آؤ گے۔ جس طرح پہلی مرتبہ پیدا کئے گئے تھے

کمرۂ امتحان میں جب داخل ہوئے۔ تب خالی ہاتھ تھے اور جب واپس ہوئے تب ..... پرچہ سوالات (QUESTION PAPER) ہاتھ میں تھا اور ان کے جوابات؟ شاید سب کا ہی جواب غلط لکھ آئے تھے۔ اسی وجہ سے پرچہ کا وقت ختم ہوتے وقت مضطرب اور بے چین تھے اور سوچ بچار میں مصروف تھے کہ اب کیا ہوگا؟ اس امتحان کا نتیجہ کیسا رہے گا؟ پہلے سے تو سوچا نہیں اور امتحان کی تیاری نہیں کی۔ اب کمرۂ امتحان سے نکلتے وقت سوچنے کا آخر فائدہ؟ پہلے سے سوچنا تھا۔ پہلے سے امتحان کی تیاری کرنا چاہیئے تھی۔

اور بھئی! امتحان بھی تو عجیب تھا۔ کہ سب سوالات امیدوار کو پہلے سے بتا دیئے گئے کہ یہ یہ سوالات تم سے کئے جائینگے۔ اب تو امیدوار (CANDIDATES) کی کمزوری ہے۔ تاکہ تمام سوالات معلوم ہو جانے کے بعد بھی ان کے جوابات پر غور نہ کرے اور ان سوالوں کا حل نہ سوچ رکھے۔ واقعی اس سے بھی زیادہ عجیب امتحان بھی ہو سکتا ہے اور کوئی ممتحن اس سے بھی زیادہ رعایت دے سکتا ہے کہ تمام سوالات قبل از امتحان ہی امیدوار کو بتا دے۔ پھر بھی اگر وہ امتحان میں کامیاب نہ ہو تو اس کی اپنی کمزوری ہے۔ اور لاپرواہی کا نتیجہ ہے کہ باوجود اس قدر رعایت اور نرمی کے پھر بھی امیدوار کامیاب نہ ہو سکا اور ممتحن کی انتہائی مہربانی ملاحظہ ہو کہ اگر اس امیدوار نے جواب کی طرف ذرا سا اشارہ بھی کر دیا ہوتا۔ تب بھی اس کو کامیاب کر دیتا۔

کس قدر عجیب امتحان تھا۔ ہاں یہ ضرور تھا کہ امتحان کے ختم ہونے کا وقت نہ بتایا گیا۔ البتہ یہ بتا دیا کہ اگر اتنے وقت سے پہلے پہلے امتحان ختم ہو گیا۔ تو تمہیں فیل نہیں کریں گے۔ ارے صاحب یہ بھی تو دیکھئے نا کہ جب ممتحن اس قدر مہربانی کا ثبوت دے رہا ہو کہ تمام سوالات قبل از وقت ہی بتا دیئے اور ان سے اچھی طرح آگاہ کر دیا۔ پھر اس کا کیا گلہ اور شکوہ کہ ہمیں اس سے تو آگاہ ہی نہیں کیا گیا۔ کہ امتحان کا وقت کب ختم ہوگا۔ جب وقت ختم ہو گیا۔ تب ہمیں معلوم ہوا کہ ارے اتنی جلدی وقت ختم ہو گیا ع

آ کے بیٹھے بھی نہ تھے اور نکالے بھی گئے

اِذَا جَآءَ اَجَلُھُمْ لَا یَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَۃً وَّلَا یَسْتَقْدِمُوْنَ (القرآن الحکیم)

جب موت آ جاتی ہے تو نہ پیچھے ہٹ سکتی ہے اور نہ آگے کھسک سکتی ہے۔

اور معلوم ہے سوالات کیا تھے؟ ہم نے تمہیں عمر دی۔ بتاؤ کس مشغلہ میں صرف کی؟ اچھے کاموں میں عمر گذاری۔ اور زندگی بسر کی یا برے کاموں میں اور لہو و لعب میں؟ مال دیا۔ کیسے خرچ کیا؟ نیک کاموں پر یا برے کاموں پر۔ اور ناچ گانے سینما پر مال خرچ کیا؟ ہم نے تمہیں ایک امانت اولاد کی صورت میں سونپی۔ تم نے اس کی کیسی تربیت کی۔ اور اس امانت کی کہاں تک حفاظت کی۔

ایک (CANDIDATE) سے کہا جائے گا۔ کہ بھئی! جوابات تو تمہارے سب درست ہیں۔ لیکن ہمیں معتبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ تم نے نقل کی تھی اور نقل کر کے پاس ہونا چاہا تھا۔ تاکہ لوگ تمہیں قابل سمجھنے لگیں۔ حالانکہ تم قابل نہ تھے۔ کچھ عرصہ تک تو لوگ تمہاری قابلیت کے گرویدہ اور معتقد رہے ہیں۔ اور عوام پر قابلیت کا سکہ خوب بٹھایا اور تمہاری شہرت کا ڈنکہ بجتا رہا ہے۔ لیکن اب تو تمہارا بھانڈا پھوٹ ہی گیا۔ لہذا اب سزا بھگتنے کے لئے تیار ہو جاؤ۔ تم اسی قابل ہو کہ جہنم کی غذا بنو جاؤ جہنم میں۔ سمجھے آپ یہ تھا ایک ریاکار کا حال۔ جو تمام نیکیاں ریاکاری (لوگوں کے دکھلانے) کے لئے کرتا تھا

آپ کا سب سے پرانا دوست نما دشمن ہے شیطان۔ بڑا ہی خطرناک۔ ضرر رساں اور دوست کے بھیس میں دشمن کہ جس کے کاٹے کا علاج بھی نہیں۔ اس سے بچئے۔ مفسر گرامی علامہ عبداللہ نسفیؒ اپنی تفسیر مدارک میں ثُمَّ لَاٰتِيَنَّهُمْ مِّنْ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ وَ مِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ اَيْمَانِهِمْ وَعَنْ شَمَآئِلِهِمْ (الاعراف ع ۲) کے تحت رقمطراز ہیں۔

"شیطان کہتا ہے۔ گناہ کرتا چلا جا۔ ڈر نہیں کیونکہ اللہ تعالےٰ غفور الرحیم ہے۔ اللہ خود فرماتا ہے۔ میں انتہائی بخشش کرنے والا ہوں اور من خلفهم کا مطلب ہے کہ انسان کو اس طرح دھوکا میں مبتلا کرتا ہے کہ کمانے کی کیا ضرورت۔ رازق تو اللہ تعالیٰ ہے۔ وَعَنْ اَيْمَانِهِمْ کا مطلب یہ ہے کہ بھلائی اور اعمال صالح کے روپ میں شیطان آتا ہے اور بدعت اسی بنا پر مردود ہے۔ اور عَنْ شَمَآئِلِهِمْ سے مراد ہے کہ شہوات نفسانیہ۔ برائی اور بےحیائی کی راہ سے شیطان انسان کو گمراہ کرتا ہے۔ مزید تحریر فرماتے ہیں۔ "میں ان کو آخرت کے بارے میں شک میں مبتلا کروں گا۔ دنیوی لالچ سے کام لونگا بھلائی کے راستے سے اور برائی کے رستے سے انہیں گمراہ کروں گا۔" (مفہوم جلد دوم مصری صفحہ ۸۱)۔ غرض قسم قسم کے اور طرح طرح کے حربے استعمال کرکے ان کو شیطان گمراہ کرتا ہے۔ اس سے بچئے۔ بڑا ہی خطرناک اور پیدائشی دشمن ہے۔

بڑے بڑے آئے اور چلے گئے نہ کوئی رہا اور نہ کوئی رہے گا۔ حد تو یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام بھی ہماری نظروں سے اوجھل ہو گئے۔ اور کسی کی تو کیا بساط ہے بڑے بڑے مالدار اور دولتمند سوائے چند گز کپڑے کے اور کیا لے گئے۔ کوئی زر و سیم؟ کوئی جائداد؟ نہیں کچھ بھی تو نہیں۔ چند گز کپڑا اور دو گز زمین۔ سب مال و دولت زمین و جائداد اولاد اور حکومت غرض سب کچھ دھرا کا دھرا رہ گیا۔ کچھ بھی تو نہ لیجا سکا۔

ایک دن ہمارا بھی تو یہی حشر ہوگا۔ موت تو آکر رہیگی۔ آج نہ سہی کل سہی۔ بہر صورت آئیگی ضرور۔ آج مرے کل دوسرا دن۔ کل کوئی ہمارا نام لینا تک گوارا نہ کرے گا۔ آج تو بہت سے جی حضوریئے ہیں نا۔ سوچئے کل آکر رہے گی۔ ابھی وقت ہے۔ موت کی تیاری کی جاسکتی ہے کر لیجئے۔ ورنہ کف افسوس ملنے کے علاوہ کچھ بھی حاصل نہ ہوگا۔

اب پچھتاوے کیا ہوت جب چُگ گئیں چڑیاں کھیت

کوس رحلت بکوفت دست اجل
اے دو چشم وداع سر بکنید
اے کفت دست و ساعد و بازو
ہمہ تو دیع یکدگر بکنید
بر من افتادہ دشمن کام
آخر اے دوستاں گذر بکنید
روزگارم بشد بنادانی
من نکردم شما حذر بکنید

رہی یہ دنیوی زندگی! اس کی حیثیت آخرت کے مقابلے میں ہے کیا کچھ بھی تو نہیں۔ یہ زندگی تو ناپائیدار زندگی ہے اور وہ زندگی.... کبھی بھی ختم نہیں ہوگی۔ بھلا ان میں آپس میں کیا نسبت اور یہ مال و متاع؟ یہ تو انسان کی آزمائش کا ذریعہ ہیں کہ دیکھیں مال و دولت کی موجودگی میں بھی اپنے خالق و مالک اور مربی کو یاد رکھتا ہے اور اسے خوش رکھنے کی کوشش کرتا ہے یا اسے نظر انداز کر دیتا ہے۔ بھول جاتا ہے اور اسکی پسند اور ناپسند کا کوئی خیال نہیں رکھتا۔ اور یہ عمر؟ یہ تو دن بدن گھٹتی اور کم ہوتی جا رہی ہے۔ اس سے یہ تاثر قائم کرنا کب صحیح ہے کہ عمر بڑھ رہی ہے۔ ذرا بالغ نظری سے کام لیجئے اور دیکھئے کہ ہم اپنی پیدائش کے بعد سے ہر روز موت سے کس قدر قریب ہوتے جاتے ہیں۔ اور زندگی سے کتنے دور ہوتے جا رہے ہیں۔

ایک مرتبہ خلیفہ وقت سلیمان بن عبدالملک نے حضرت ابو حازم تابعیؒ سے دریافت کیا تھا۔ کہ حضرت یہ تو بتایئے ہمیں موت سے ڈر کیوں لگتا ہے۔ تو آپ نے ارشاد فرمایا تھا لِاَنَّكُمْ اَخْرَبْتُمْ اٰخِرَتَكُمْ وَعَمَّرْتُمْ دُنْيَاكُمْ فَكَرِهْتُمْ اَنْ تَنْتَقِلُوْا مِنْ عِمْرَانٍ اِلٰى خَرَابٍ۔ چونکہ تم لوگوں نے اپنی دنیا کو آباد اور آخرت کو برباد اور اجاڑ کر رکھا ہے۔ اس لئے آبادی سے ویرانے اور اجاڑ کی طرف جاتے ہوئے ڈر لگتا ہے۔

حضرت ابو حازمؒ نے کتنی صحیح اور وزندار بات کہی ہے۔ آخر تو صحابیؓ کی صحبت میں رہے تھے۔

یاد رکھئے زندگی ایک سفر ہے۔ اور انسان کی حیثیت ایک مسافر کی طرح ہے۔ اچھے اور نیک اعمال اس کو اچھی اور عمدہ منزل پر پہنچائیں گے اور خراب اور برے اعمال بری منزل پر۔ زندگی ذمہ داری کے ساتھ بسر کیجئے۔ آخر کار عزت حاصل ہوگی اور بغیر ذمہ داری زندگی بسر کرنا ایسا ہے جیسا بغیر ٹکٹ سفر کرنا۔ جس کا انجام بے عزتی جرمانہ اور جیل ہے۔

كُنْ فِي الدُّنْيَا كَاَنَّكَ غَرِيْبٌ اَوْ عَابِرُ سَبِيْلٍ (بخاری) دنیا میں ایک مسافر یا رہ گذر کی طرح اپنی زندگی بسر کرو۔

ایک انگریزی مقولہ ہے (ACTION AND NOT WORDS, MAKE LIFE) جس کا مطلب ہے ؎

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی
یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری ہے

بس اسی انگریزی مقولہ کو ذہن نشین رکھ کر اپنی زندگی سنوار لیجئے۔ ہمارے مربی حقیقی اللہ جل جلالہ نے بھی تو یہی ارشاد فرمایا ہے۔

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعَاجِلَةَ عَجَّلْنَا لَهٗ فِيْهَا مَا نَشَآءُ لِمَنْ نُّرِيْدُ ثُمَّ جَعَلْنَا لَهٗ جَهَنَّمَ يَصْلٰىهَا مَذْمُوْمًا مَّدْحُوْرًا ۝ وَمَنْ اَرَادَ الْاٰخِرَةَ وَسَعٰى لَهَا سَعْيَهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ كَانَ سَعْيُهُمْ مَّشْكُوْرًا ۝ (پ ۱۵) ع ۲۔

جو شخص دنیوی زندگی کا طالب ہوا اسے ہم دنیا میں ہی جس قدر چاہتے ہیں اور جس کو چاہتے ہیں دے دیتے ہیں۔ پھر اس کے لئے جہنم ہے کہ اس میں مذموم و مردود داخل ہوگا۔ اور جو شخص آخرت کا طالب ہو۔ اور اس کے لئے کچھ کوشش بھی کرے لیکن ہو وہ مومن تو اسکی کوشش قدردانہ نگاہ سے دیکھی جائے گی۔

اے مسلماں تین باتوں میں ہے اب تیری نجات
علم[1] پڑھ[2] دولت کما[3] اور دین کا پابند رہ

[1] مراد علم دین ہے

بہترین صدقہ وہ ہے جو غنی سے ہو

کمال الدین مدرس لاہور کارپوریشن

نمبر ۲

گذشتہ سے پیوستہ

حضرت ابوبکر صدیقؓ کا قصہ غزوۂ تبوک کا مشہور و معروف ہے کہ جب حضورؐ نے صدقہ کا حکم فرمایا تو جو کچھ گھر میں موجود تھا۔ سب کچھ گھر سے لاکر پیش کر دیا۔ اور حضورؐ کے دریافت فرمانے پر کہ گھر میں کیا چھوڑا؟ عرض کیا۔ اللہ اور اس کے رسول کو۔ یعنی انکی رضا کو۔ حالانکہ علماء نے لکھا ہے کہ کہ جب ابوبکر صدیقؓ ایمان لائے تو ان کے پاس چالیس ہزار اشرفیاں تھیں (تاریخ الخلفاء)

محمد بنؒ عباد مہلبی کہتے ہیں۔ کہ میرے والد مامون رشید بادشاہ کے پاس گئے۔ بادشاہ نے ایک لاکھ درم ہدیہ دیا۔ والد صاحب جب وہاں سے اٹھ کر آئے تو سب کے سب صدقہ کر دیئے۔ مامون کو اس کی اطلاع ہو گئی۔ جب دوبارہ والد صاحب کی ملاقات ہوئی تو مامون نے ناراضگی کا اظہار کیا۔ والد صاحب نے کہا۔ اے امیر المومنین موجود کا روکنا معبود کے ساتھ بدگمانی ہے (احیاء) بہت سے واقعات اسلاف و اکابر کے ایسے گزرے ہیں کہ ناداری کی حالت میں بھی جو کچھ تھا۔ سب دے دیا۔

حضورؐ کا ارشاد ہے کہ بہترین صدقہ وہی ہے جو غنی سے ہو۔ حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ حضورؐ کی خدمت میں حاضر تھے۔ ایک شخص حاضر ہوا اور ایک بیضہ کی بقدر سونا پیش کرکے عرض کیا۔ یا رسول اللہؐ یہ مجھے ایک معدن سے مل گیا ہے۔ اسکے علاوہ میرے پاس کچھ نہیں ہے۔ حضورؐ نے اس جانب سے اعراض فرما لیا۔ وہ صاحب دوسری جانب سے حاضر ہوئے۔ اور یہی درخواست مکرر پیش کی۔ حضورؐ نے اس طرف سے بھی منہ پھیر لیا۔ اسی طرح متعدد مرتبہ ہوا۔ حضورؐ نے اس ڈلی کو لے کر ایسے زور سے پھینکا کہ اگر وہ ان کے لگ جاتی تو زخمی کر دیتی۔ اس کے بعد حضورؐ نے فرمایا کہ بعض لوگ اپنا سارا مال صدقہ میں پیش کر دیتے ہیں۔ پھر وہ لوگوں کے سامنے سوال کا ہاتھ پھیلاتے ہیں۔ بہترین صدقہ وہ ہے جو غنی سے ہو۔

بعض حضرات ایسے ہوتے ہیں کہ انکو اپنے پاس جو مال موجود ہو اس سے زیادہ اعتماد اس مال پر ہو جو اللہ کے قبضے میں ہے۔ جیسا کہ حضرت علیؓ کے قصہ میں گذرا۔ اور حضرت ابوبکرؓ صدیق کے احوال تو اس سے بھی بالاتر ہیں۔ ایسے حضرات کو سارا مال صدقہ کر دینے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ البتہ اس کی کوشش ضرور کرتے رہنا چاہیئے۔ کہ اپنا حال بھی ان حضرات جیسا بن جائے اور دنیا سے ایسی ہی بے رغبتی اور حق تعالے پر ایسا ہی اعتماد پیدا ہو جائے۔ جیسا ان حضرات کا تھا اور جب آدمی کسی کام کی کوشش کرتا ہے۔ تو حق تعالیٰ وہ چیز عطا فرما ہی دیتے ہیں۔

مَنْ جَدَّ وَجَدَ۔ ضرب المثل ہے کہ جو شخص کوشش کرتا ہے۔ وہ پا ہی لیتا ہے۔

ایک بزرگ نے کسی سے پوچھا کہ کتنے مال میں کتنی زکوٰۃ واجب ہوتی ہے۔ فرمایا کہ عوام کے لئے دو سو درم میں پانچ درم۔ یعنی چالیسواں حصہ شریعت کا حکم ہے۔ لیکن ہم لوگوں پر سارا مال صدقہ کرنا واجب ہے (احیاء اوّل)

اسی ذیل میں حضورؐ کے وہ ارشادات ہیں جو احادیث کے سلسلہ میں بار بار گذرے کہ اگر احد کا پہاڑ سارے کا سارا سونا بن جائے تو مجھے گوارا نہیں۔ کہ اس میں سے ایک درم بھی باقی رکھوں بجز اس کے جو قرض کی ادائیگی کیلئے ہو اسی بنا پر حضورؐ عصر کی نماز کے بعد نہایت عجلت سے مکان پر تشریف لے گئے اور سونے کا ٹکڑا جو گھر میں اتفاق سے رہ گیا تھا۔ اس کو صدقہ کا حکم فرماکر واپس تشریف لائے اور چند داموں کی موجودگی کی وجہ سے اپنی علالت میں بے چین ہو گئے۔ جیسا کہ سلسلہ احادیث میں نمبر ۴ پر گذرا۔

حضرت امام بخاریؒ نے اپنی صحیح بخاری شریف میں فرمایا کہ صدقہ بغیر غنی کے نہیں ہے۔ اور جو شخص ایسی حالت میں صدقہ کرے کہ وہ خود محتاج ہو یا اس کے اہل و عیال محتاج ہوں یا اس پر قرض ہو۔ تو قرض کا ادا کرنا مقدم ہے۔

علامہ طبریؒ کہتے ہیں۔ جمہور علماءؒ کا مذہب یہ ہے کہ جو شخص اپنا سارا مال صدقہ کر دے۔ بشرطیکہ اس پر قرض نہ ہو اور تنگی کی اس میں برداشت ہو اور اس کے عیال نہ ہوں یا اگر ہوں تو وہ بھی اس کی طرح سے صابر ہوں۔ تو سارا مال صدقہ کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ اور اگر ان میں سے کسی ایک میں بھی یہ شرط نہ پائی جائے تو سارا مال صدقہ کرنا مکروہ ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب نور اللہ مرقدہ ارشاد فرماتے ہیں۔ کہ حضورؐ کے پاک ارشاد (بہترین صدقہ وہ ہے۔ جو غنی سے ہو) میں غنی سے مراد دل کا غنی ہے۔ (حجۃ اللہ) اس صورت میں یہ احادیث پہلی احادیث کے خلاف بھی نہیں ہیں (مشکوٰۃ)

خود حضورؐ کا پاک ارشاد بھی احادیث میں آیا ہے کہ غنی مال کی کثرت سے نہیں ہوتا۔ بلکہ اصل غنی وہ ہے۔ جس کا دل غنی ہو۔

صاحب مظاہرؒ فرماتے ہیں کہ یہ ضروری ہے کہ صدقہ غنا سے دیا جائے۔ چاہے غناءِ نفس ہو۔ یعنی اللہ پر اعتماد کامل ہو جیسا کہ حضرت ابوبکرؓ نے جب تمام مال اللہ کے لئے دے دیا۔ اور حضورؐ کے اس ارشاد پر کہ اپنے عیال کے لئے کیا چھوڑا۔ عرض کیا کہ اللہ اور اس کا رسولؐ۔ تو حضورؐ نے اس کی تعریف فرمائی حاصل یہ ہے کہ توکل کامل ہو تو جو چاہے خرچ کر دے اور یہ کامل نہ ہو تو اہل و عیال کی رعایت کو مقدم کرے (مظاہر) مگر اپنے دل کو اس کوتاہی پر تنبیہ کرتا رہے کہ تجھے اس ناپاک دنیا پر جتنا اعتماد ہے۔ اللہ جل شانہٗ پر اس کا آدھا تہائی بھی نہیں ہے۔ انشاءاللہ اس کے بار بار تنبیہ سے ضرور اثر ہوگا۔ کاش

ایڈیٹر
عبدالمنان چوہان

شرح چندہ
سالانہ گیارہ روپے ٭ ششماہی چھ روپے
سہ ماہی تین روپے

منظور شدہ
محکمہ جات تعلیم وجیل مغربی پاکستان

رجسٹرڈ ایل ۶۰۴۷

منظور شدہ محکمہ تعلیم ۱:- لاہور ریجن - بذریعہ چٹھی نمبری ۱۶۳۲۱/۹ - مورخہ ۳ مئی ۱۹۵۶ء ٭
پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C. ۲۲۸۱/۲۷۳ - مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۵۶ء -

۲۲ رسالے

مختلف مضامین پر عام فہم اردو میں شائع کئے گئے ہیں بفضلہ تعالیٰ اس وقت تک دس لاکھ ساٹھ ہزار ہندو پاکستان میں تقسیم کئے جا چکے ہیں۔

ہر مسلمان مرد عورت اور بچے کے لئے ان کا مطالعہ بیحد مفید اور ضروری ہے

نیا ایڈیشن چھپ کر آگیا ہے۔ ضرورتمند احباب فوراً طلب کریں۔

ہدیہ مجلد سٹ ۲/۸ روپے۔ محصولڈاک عہ کل ۳/۸ روپے پیشگی بھیجیں۔ وی پی ہرگز نہ ہوگا۔

نام رسالہ	قیمت	محصولڈاک	نام رسالہ	قیمت	محصولڈاک	نام رسالہ	قیمت	محصولڈاک
تذکرۃ الرسوم الاسلامیہ	مفت	۱ر	توحید مقبول	مفت	۱ر	بہشتی اور دوزخی کی پہچان	۲ر	۲ر
حرمۃ المزامیر از روئے شریعت	"	۱ر	فوٹو کا شرعی فیصلہ	"	۱ر	خدا کی نیک بندیاں	مفت	۱۰ر
اسلام میں نکاح بیوگان	"	۱ر	پیغام رسول	"	۱۰ر	مسلمان عورت کے فرائض	"	۱۰ر
احکام شب برات	"	۱ر	تحفہ میلاد النبیؐ	"	۱ر	پیر اور مرید کے فرائض	"	۱۰ر
ضرورت القرآن	۳ر	۱۰ر	تحفہ معراج النبیؐ	"	۱ر	گلدستہ صد احادیث نبوی	۸ر	۷ر بذریعہ رجسٹری
اصل حنفیت	۲ر	۱۰ر	فلسفہ عید قربان	"	۱ر	فلسفہ زکوٰۃ	مفت	۱۰ر
خلق محمدی	مفت	۱ر	شرح اسماء الحسنیٰ	۵ر	۲ر	اسلام اور ہتھیار	"	۱ر
مسنونہ وظیفے	"	۱ر	فلسفہ تاثر فلسفہ روزہ	مفت	۲ر	مقصد قرآن	۳ر	۲ر
خلاصہ اسلام	"	۱۰ر	اسلام ہند خطرہ میں	"	۱۰ر	خدا کی مرضی	مفت	۱۰ر
احکام وراثت بروئے شریعت	"	۱ر	اسلام کا فوجی نظام	"	۱ر	نجات دارین کا پروگرام	۳ر	۲ر

مصنف حضرت مولانا [illegible]

ناظم انجمن خدام الدین دروازہ شیرانوالہ لاہور نمبر ۸

نور محمدی کیلنڈر سنہ ۱۹۶۰ عیسوی

جنوری	فروری	مارچ	اپریل	مئی	جون	تواریخ					جولائی	اگست	ستمبر	اکتوبر	نومبر	دسمبر
جمعہ	پیر	منگل	جمعہ	اتوار	بدھ	۱	۸	۱۵	۲۲	۲۹	جمعہ	پیر	جمعرات	ہفتہ	منگل	جمعرات
ہفتہ	منگل	بدھ	ہفتہ	پیر	جمعرات	۲	۹	۱۶	۲۳	۳۰	ہفتہ	منگل	جمعہ	اتوار	بدھ	جمعہ
اتوار	بدھ	جمعرات	اتوار	منگل	جمعہ	۳	۱۰	۱۷	۲۴	۳۱	اتوار	بدھ	ہفتہ	پیر	جمعرات	ہفتہ
پیر	جمعرات	جمعہ	پیر	بدھ	ہفتہ	۴	۱۱	۱۸	۲۵	٠	پیر	جمعرات	اتوار	منگل	جمعہ	اتوار
منگل	جمعہ	ہفتہ	منگل	جمعرات	اتوار	۵	۱۲	۱۹	۲۶	٠	منگل	جمعہ	پیر	بدھ	ہفتہ	پیر
بدھ	ہفتہ	اتوار	بدھ	جمعہ	پیر	۶	۱۳	۲۰	۲۷	٠	بدھ	ہفتہ	منگل	جمعرات	اتوار	منگل
جمعرات	اتوار	پیر	جمعرات	ہفتہ	منگل	۷	۱۴	۲۱	۲۸	٠	جمعرات	اتوار	بدھ	جمعہ	پیر	بدھ

(مہینے و دن)

مطلوبہ مہینے کے نیچے دن کے سامنے تاریخ معلوم کریں

بشکریہ مولانا نسیم احمد صاحب علوی مہتمم مدرسہ نور محمدیہ جھنجھانہ ضلع مظفر نگر یوپی

فیروز پرنٹنگ ورکس لاہور میں باہتمام مولوی عبید اللہ انور پرنٹر پبلشر چھپا اور دفتر رسالہ خدام الدین دروازہ شیرانوالہ لاہور سے شائع ہوا۔